بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

شمارہ: 125	مئی 2016ء	ہدیہ: 45 روپے

بانی ایڈیٹر: علامہ محمد بشیرؒ براہ والے

ایڈیٹر: ظفر علی آخوند

اہتمام: نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان

کمپوز کاری: تصوف نیشنل لائبریری علی پور اسلام آباد

ٹائٹل ڈیزائن: شعبہ آئی ٹی شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف

پوسٹل ایڈریس: A-358 سیکٹر G-6/1 اسلام آباد پاکستان

ای میل: info@nawaisufia.com, nawaesufia_intl@yahoo.com

ویب سائٹ: www.nawaisufia.com

مضامین، خبریں و خطوط بذریعہ ڈاک یا ای میل بھیج سکتے ہیں۔

اکاؤنٹ نمبر:

چیک ڈرافٹ بنام ماہنامہ نوائے صوفیہ اکاؤنٹ

نمبر 010-1773-8،

UBL سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ظفر علی نے قمر گرافک پرنٹر، آئی نائن فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ 358-A، G-6/1-1، اسلام آباد سے شائع کیا۔

ماہنامہ رسالہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

فہرست مضامین

تفکر و تذکر

عید میلاد النبیؐ

ادارہ

اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اپنے محبوب سرور کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○

'(اے نبیؐ) ہم نے آپ کو سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'

اللہ رب العالمین کی طرف سے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے رحمت للعالمین کا لقب عطا کیا۔ جانا کون و مکاں کا اہم ترین واقعہ ہے۔ اس رحمت کی اساسی نوعیت یہ ہے کہ ذاتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہی تخلیقِ کائنات کا باعث ہے۔ جیسا کہ شیخ محمود شبستریؒ نے اپنی مشہور مثنوی 'گلشنِ راز' میں فرمایا ہے:

ز احمد تا احد یک میم فرق است   جہانی اندر آن یک میم غرق است

احد در میم احمد گشت ظاہر   درین دور اول آمد عین آخر

یعنی اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی شانِ احدیت کے ظہور کے لیے حقیقتِ محمدیہؐ کو پیدا فرمایا، جو کہ عقلِ اول اور روحِ اعظم ہے کہ فرمایا گیا ہے: 'اول ما خلق اللہ العقل' اور 'اول ما خلق اللہ نوری' اور 'اول ما خلق اللہ روحی' ۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ رحمت للعالمین کا بنیادی فائدہ تخلیقِ کون و مکاں اور تخلیقِ آدمؑ ہے۔

اس وقت جب کہ یہ سطور لکھے جا رہے ہیں ربیع الاول کا مقدس مہینہ ہے۔ یہ ماہِ مبارک حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا ہے۔ یقیناً نہ صرف اہلِ اسلام بلکہ جملہ اہلِ عالم بلکہ جملہ موجودات کے لیے یہ خوشی کا مہینہ ہے کہ اس میں باعثِ تخلیقِ کائنات رحمتِ عالم سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کائناتِ رنگ و بو میں تشریف لائے۔ آپؐ کی ولادتِ باسعادت کے عظیم واقعے کو اردو کے عظیم ادیب مولانا شبلی نعمانیؒ نے اپنی زندۂ جاوید تصنیف سیرت النبیؐ میں بڑے دل نشیں پیرایے میں بیان فرمایا ہے، جسے ہم من و عن نقل کرتے ہیں:

'چمنستانِ دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آ چکی ہیں، چرخِ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزمِ عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں۔

لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیرِ کہن سالِ دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیے۔ سیارگانِ فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے، چرخِ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبحِ جاں نواز کے لیے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنانِ قضا و قدر کی بزم آرائیاں، عناصر کی جدت طرازیاں، ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں، ابر و باد کی تردستیاں، عالمِ قدس کے انفاسِ پاک، توحیدِ ابراہیمؑ، جمالِ یوسفؑ، معجز طرازیِ موسیٰؑ، جان نوازیِ مسیحؑ، سب اسی لیے تھا کہ یہ متاع ہائے گراں ارز شاہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں کام آئیں گے۔'

وہ کون سی تاریخ ہے؟

عالمِ اسلام میں عمومی طور پر بارہ ربیع الاول کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا دن مانا جاتا ہے اور یہ حقیقت بھی متفق علیہ ہے کہ آپؐ کی وفاتِ حسرتِ آیات بھی اسی تاریخ کو ہوئی۔ چنانچہ عالمِ اسلام کی اکثریت بارہ ربیع الاول کی تاریخ کو عید میلاد النبیؐ کے طور پر مناتی ہے۔ جب کہ سیرت النبیؐ کی تمام مستند کتابیں ہمیں کچھ اور دعوتِ فکر دیتی نظر آتی ہیں۔ ۱۲؍ ربیع الاول کا حضور خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاریخ ولادت ہونے کا معاملہ محلِ نظر ہے کیوں کہ سیرۃ کی تمام مستند کتابوں میں ۱۲؍ ربیع الاول کو آپؐ کا یومِ وفاتِ حسرتِ آیات اور ۹؍ ربیع الاول کو آپؐ کی تاریخ ولادتِ باسعادت ثابت کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم سیرۃ النبیؐ کی صرف تین مستند کتابوں کے حوالے من وعن درج کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ سیرۃ النبویؐ کی دیگر کتب میں بھی انہی حوالوں کو من وعن اپنایا گیا ہے:

۱۔ سیرۃ النبیؐ از مولانا شبلی نعمانی:

مولانا شبلی نعمانیؒ کی مشہورِ عالم کتاب 'سیرۃ النبیؐ' جسے آپ کی وفات کے بعد آپ کے شاگردِ رشید مولانا سید سلیمان ندویؒ نے مکمل فرمایا، سیرۃ کی مستند ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب کی جلد اول صفحہ نمبر ۱۷۱ (شائع کردہ نیشنل بک فاؤنڈیشن ۱۹۸۱ء) پر ولادتِ نبویؐ کی تاریخ یوں درج ہے:

'تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے دلائلِ ریاضی سے ثابت کیا ہے کہ آپؐ کی ولادت ۹؍ ربیع الاول روز دوشنبہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء میں ہوئی۔'

یاد رہے کہ شبلی نعمانیؒ نے ۱۲؍ ربیع الاول کے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاریخ ولادت ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ پاورقی میں آپ لکھتے ہیں:

محمود فلکی نے جو استدلال کیا ہے وہ کئی صفحوں میں آیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ابراہیمؑ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے صغیر السن صاحبزادے) کے انتقال کے وقت آفتاب میں گہن لگا تھا اور ۱۰ھ تھا (اور اس وقت آپؐ کی عمر کا ترسٹھواں سال تھا۔)

۲۔ ریاضی کے قاعدے سے حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ (۱۰ھ) کا گرہن ۷ جنوری ۶۳۲ء کو ۸ بج کے ۳۰ منٹ پر لگا تھا۔

۳۔ اس حساب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قمری ۶۳ برس پیچھے ہٹیں تو آپؐ کی پیدایش کا سال ۵۷۱ء ہے جس میں ازروئے قواعد ہیئت ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۱۲ اپریل ۵۷۱ء کے مطابق تھی۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ ۲۰ اپریل کو ربیع الاول کی ۹ تاریخ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔

۲۔ الرحیق المختوم از مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری:

یہ سیرت نبویؐ میں دنیا بھر میں اول انعام یافتہ کتاب ہے۔ صفحہ نمبر ۸۳ پر ولادتِ باسعادت کے زیرِ عنوان فاضل مصنف لکھتے ہیں:

'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں شعب بنی ہاشم کے اندر ۹؍ ربیع الاول ۱ عام الفیل یوم دوشنبہ کو صبح کے وقت پیدا ہوئے۔ اس وقت نوشیروان کی تخت نشینی کا چالیسواں سال تھا اور ۲۰ یا ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کی تاریخ تھی۔'

۳۔ رحمۃ للعالمین از قاضی محمد سلیمان منصور پوری:

سیرۃ النبیؐ کی اس مستند اور مشہورِ زمانہ کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ پر حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی تاریخ ۹؍ ربیع الاول درج کرتے ہوئے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، جو درج ذیل ہے:

'ہمارے نبی صلعم موسم بہار میں دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول ۱ھ عام الفیل، مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق کیم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق وقبل از طلوع نیر عالم تاب پیدا ہوئے' فٹ نوٹس میں آپ نے اس اجمال تفصیل درج کی ہے۔ قارئین اصل ماخذ سے رجوع کر سکتے ہیں، جب کہ قاضی صاحب نے ولادت با سعادت کی تاریخ کے علاوہ گھنٹے اور منٹ تک کا تعین کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

'یوم ولادت با سعادت کو مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع ۴ بج کر ۲۰ (دھوپ گھڑی کے حساب سے) یا ۹ بج کر ۵۷ منٹ (حساب مروجہ حال عرب سے) ہوا تھا اور آفتاب اس وقت برج حمل سے ۳۱ درجہ ۲۰ دقیقہ پر تھا اور تاریخ کیم جیٹھ کے شروع ہونے پر ۱۳ گھنٹے ۱۲ منٹ گزر چکے تھے'

۴۔ نوربخشی عقیدہ:

الحمدللہ مذہب صوفیہ نوربخشیہ کا عالم اسلام کے ان نامور ترین محقق علماء کے نظریے کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ کتاب سلسلۃ الذہب میں غوث المتاخرین سید العارفین حضرت میر سید محمد نوربخش نوراللہ مرقدہ واعلی اللہ مقامہ ولادت سرور کائنات حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذیل میں لکھتے ہیں:

'وکانت ولادته صلى الله عليه واله وسلم وقت طلوع الفجر يوم الاثنين تسع ربيع الاول على الاصح يوم الفيل بمكة مكرمة مضى بعد رفعة عيسى عليه السلام الى السمآء خمس مأة وستون سنة الخ

'آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش صحیح روایت کے مطابق عام الفیل ۹ ربیع الاول روز سوموار طلوع فجر کے وقت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف جانے کو پانچ سو ساٹھ سال ہو چکے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کو تین ہزار چار سو اکاسی سال ہو چکے تھے اور حضرت آدم ابوالبشر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین پر نازل ہوئے نو ہزار دو سو اکتالیس سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ جیسا کہ شیخ ابوالیث محدث سمرقندی رحمۃ اللہ نے اس کو روایت کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت سورج برج حمل سے منتقل ہوکر برج ثور میں داخل ہوا تھا اور پہلے درجہ کے بیس دقیقہ میں تھا۔

لمحۂ فکریہ اور اہل صوفیہ نوربخشیہ کا افتخار:

عالم اسلام کی ایک بڑی اکثریت ۱۲ ربیع الاول کو جشن عید میلاد النبیؐ مناتی ہے، جو کہ بالاتفاق آپؐ کا یوم وفات ہونے کے اعتبار سے سوگ کا دن بھی ہے، جب کہ عالم اسلام کا ایک فرقہ ۱۷ ربیع الاول کی تاریخ کو یومِ میلادِ مصطفیٰؐ کے طور پر مناتا ہے۔

ماضی میں اہل نوربخشیہ بھی ایک مدت تک مؤخر الذکر روایت پر عمل پیرا رہے۔ لیکن یہ بات باعث اطمینان ہے کہ کافی مدت سے اب اہل صوفیہ نوربخشیہ نے اپنے مذہب کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ۹ ربیع الاول کو یومِ میلاد کے طور پر منانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یاد رہے کہ اس مبارک دن کی نسبت سے بھی اہل صوفیہ نوربخشیہ پٹاخے، اور پھلجھڑیاں چھوڑنے اور جلوس نکالنے کے بجائے نماز اور عبادت سے اس مبارک واقعے کی یاد تازہ کرتے ہیں اور مساجد میں میلاد کی پروقار محافل کا اہتمام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم سے کام لیتے ہوئے اور فکر راست کو اساس بناتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

فقہ اسلامی

مجموعہ شریعتِ محمدیہ

علامہ مفتی علی محمد ھادی

وِمِنْ مُؤَكَّدَاتِ السُّنَنِ فِيْهَا:

اَلْغُسْلُ وَوَقْتُهٗ مِنَ الصُّبْحِ الْاَوَّلِ اِلَى الزَّوَالِ وَاِنْ وَقَعَ فِىْ لَيْلَتِهَا كَفَاهُ وَقَطْعُ الرَّوَائِحِ الْكَرِيْهَةِ وَقَلْمُ الْاَظْفَارِ وَاَخْذُ الشَّارِبِ وَحَلْقُ الرَّأْسِ وَالْمَشْىُ بِسَكِيْنَةٍ وَّوَقَارٍ وَّالتَّنْظِيْفُ وَالتَّطْيِيْبُ وَلُبْسُ اَنْظَفِ ثِيَابِهٖ وَ الْمُبَاوَرَةُ اِلَيْهَا وَاَنْ يَّمْشِىَ رَاجِلًا اِنْ لَمْ يَمْنَعْ مَانِعٌ كَالْوَحْلِ وَلَوْثِ الدَّرْبِ وَطُوْلِ الْمَسَافَةِ اِنْ كَانَ شَاقًّا عَلَيْهِ وَغَيْرِ هَاوَالْمُبَاوَرَةُ اِلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ مَعَ خُلُوِّ سَبِيْلِهٖ عَنِ الْاِزْدِحَامِ وَفِى الْاِزْدِحَامِ تُكْرَهُ وَيَجُوْزُ الْجُمُعَةُ فِىْ غَيْرِ الْمَسَاجِدِ فِىْ فِضَاءٍ فِىْ وَسْطِ الْمَعْمُوْرَةِ يُعَدُّ لِلْاَعْيَادِ۔

ترجمہ: جمعہ کے تاکیدی پہلو رکھنے والے مسنون افعال: غسل کرنا اس کا وقت پہلی صبح سے لے کر زوال تک ہے اگر جمعہ کی رات کو غسل وقوع پذیر ہو جائے تو کافی ہے۔ ناپسندیدہ بو کا نابود کرنا، ناخن تراشنا، مونچھ کم کرنا، سر مونڈنا، بڑے سکون اور وقار سے چلنا، صفائی کرنا، خوشبو لگانا، صاف ترین کپڑے پہننا، جمعہ کی طرف سبقت کرنا، پیدل چلنا بشرطیکہ کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو، مثلاً کیچڑ، راستے کی آلائش فاصلے کی طوالت۔ بشرطیکہ یہ دوری آدمی کے لیے دشوار ہو اور دیگر مانع صورتیں، لوگوں کے ہجوم سے راستے خالی ہونے کی صورت میں پہلی صف میں جانے کے لیے سبقت سے کام لینا، ہجوم کی صورت میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ جمعہ کی نماز مسجدوں کے علاوہ عیدوں کی نمازوں کے لیے مقرر کردہ آبادی کے درمیان کسی بھی کھلے میدان میں جائز ہے۔

تشریح: زیر نظر عبادت میں نماز جمعہ کے تاکیدی پہلو رکھنے والے مسنون افعال کا بیان ہے جو کل بارہ ہیں۔

۱۔غسل کرنا ۲۔بدبو کو دور کرنا ۳۔ناخن تراشنا ۴۔مونچھیں چھوٹی کرنا ۵۔سر مونڈنا ۶۔سکون و وقار کے ساتھ جمعہ کے لیے جانا ۷۔صفائی کرنا ۸۔خوشبو لگانا ۹۔صاف ترین لباس کا پہننا ۱۰۔جمعہ کی طرف وقت پر نکلنا ۱۱۔ پیدل جانا ۱۲۔صف اول میں پیش قدمی کرنا

گروپ بندی:

متذکرہ بالا مسنون امور بنیادی طور پر دو گروپوں میں منقسم ہیں:

۱۔وہ مسنون افعال جن کا تعلق صفائی و پاکی سے ہے۔اس گروپ میں سنت نمبر ۱ تا سنت نمبر ۵ اور سنت نمبر ۷ تا سنت نمبر ۹ شامل ہیں۔کل آٹھ مسنونات ہیں۔

۲۔اس گروپ میں وہ مسنون افعال شامل ہیں جن کا تعلق جامع مسجد کی طرف جانے سے ہے۔اس کے ذیل میں سنت نمبر ۲ اور سنت نمبر ۱۰ تا سنت نمبر ۱۲ آتے ہیں۔کل چار مسنونات ہیں۔

غسل:

جمعہ کے دن صفائی و پاکی حاصل کرنے کو اسلام میں بنیادی طور پر بڑی اہمیت حاصل ہے۔چاہے وہ جسم کی صفائی و پاکی ہو یا کپڑے کی۔غسل اس کی کامل صورت ہے۔جبکہ باقی مسنون افعال اس کے جزئیات ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ حدیث مختلف طرح سے مروی ہے کہ:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بر سر منبر فرمایا: مَنْ جَآءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةُ فَلْيَغْتَسِلْ۔(صحیحین)

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی جمعہ کی نماز کے لیے آئے اسے چاہیے کہ غسل کر کے آئے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: روز جمعہ کا غسل ہر بالغ (مسلمان) پر لازم ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں اہل ظاہر کی ایک جماعت کہتی ہے کہ جمعہ کا غسل واجب ہے۔ جبکہ جمہور فقہاء، مجتہدین اور ائمہ سلف وخلف کا مذہب یہی ہے کہ جمعہ کا غسل مسنون ہے جو کہ تمام احادیث کا مغز اور لب لباب ہے۔غسل جمعہ کے وقت کی وضاحت کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ اس کا وقت طلوع صبح سے لے کر زوال تک ہے۔زوال کے بعد جمعہ کی نماز کے لیے جانا ہوتا ہے۔مزید فرمایا کہ اگر شب جمعہ کو (جنابت کا) غسل کیا تو یہی غسل کافی ہے۔ جمعہ کا غسل الگ طور پر کرنے کی ضرورت نہیں۔چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں۔

مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً۔ (صحیحین)

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن جنابت کا غسل کر کے نماز جمعہ کے لیے چلا گیا گویا اس نے ایک اونٹ اللہ کی راہ میں صدقہ دیا۔

۲۔ وَقَطْعُ الرَّوَائِحِ الْكَرِيْهَةِ جمعہ کا دوسرا مسنون عمل بد بو دور کرنا ہے۔احادیث مبارک میں بد بودار چیزیں مثلاً پیاز، لہسن کھا کر جماعت میں حاضر ہونے کی ممانعت آتی ہے۔ چاہے بد بو منہ سے آتی ہو یا جسم کی کسی اور عضو سے یا کپڑوں سے یا میل کچیل اور پسینے کی بد بو ہو اس کو دور کرنا ضروری ہے۔اس کے بغیر پاکی وصفائی کامل طریقے سے حاصل نہیں ہوتی۔

۳۔ قَلْمُ الْأَظْفَارِ "قلم" تراشنے کو کہتے ہیں۔جبکہ الاظفار ظفر کی جمع ہے جس کے معنی ناخن کے ہیں۔کامل انداز سے پاکی اور صفائی کے حصول کے لیے ناخن تراشنا ضروری ہے۔ملت ابراہیمیؑ کے دس امور میں ناخن تراشنا بھی شامل ہے اور یہ جمعہ کے مسنون افعال میں تیسرا اہم عمل ہے۔

۴۔أَخْذُ الشَّارِبِ مونچھیں کترانا۔اخذ پکڑنا کے معنی میں ہے جبکہ "الشارب" مونچھوں سے کنایہ ہے۔اصل معنی "پینے والا" ہے۔اس کی جمع شاربین اور شعرارب آتی ہے۔اس سے مونچھوں کی حد معلوم ہوتی ہے کہ مونچھیں جتنی پکڑنے میں آتی ہیں کترالیں اور اور اس حد تک زیادہ نہ چھوڑیں کہ پینے والے کے مشروب میں لگنے لگے۔ مونچھیں بڑھانے میں گو بظاہر کوئی خلاف صفائی وپاکی کا کوئی عنصر نظر نہ آئے تو بھی معنوی صفائی اور باطنی پاکی کا حصول مونچھیں کترائے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔یہی وجہ ہے مونچھیں چھوٹی کرنا اور داڑھی بڑھانا جملہ انبیاء علیہم السلام کا بالعموم اور ملت ابراہیمیؑ اور شریعت مصطفویؐ کا بالخصوص مسنون عمل ہے۔

۵۔حَلْقُ الرَّأْسِ سر منڈھوانا بھی کامل انداز سے پاکی وصفائی کے حصول کے لیے ضروری ہے۔حسب ارشاد خداوی: محلقین روسکم و مقصرین۔ سر کے بال مونڈھنا اور تقصیر کرنا دونوں مسنون ہیں۔آپ جو بھی انداز اپنائیں مسنون طریقے کا آئینہ دار ہو اور پاکی وصفائی کا اہتمام کریں۔

۶۔ وَالتَّنْظِيْفُ اس سے مراد صفائی کا بھرپور انداز میں اہتمام کرنا ہے۔اس میں زیر ناف فالتو بال صاف کرنا اور بغلوں کو صاف کرنا بھی شامل ہے۔

۷۔وَالتَّطْيِيْبُ خوشبو لگانا۔اسلام نے جہاں بد بو کو دور کرنے کا حکم دیا وہاں خوشبو کا استعمال کرنے کا بھی حکم ہے۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو سے بڑی محبت تھی۔آپ فرماتے ہیں:

حُبِّبَ إِلَيَّ ثَلَاثٌ الطِّيْبُ وَالنِّسَآءُ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ: مجھے تین چیزوں سے الفت ہے خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

چنانچہ جمعہ کے دن صفائی کے خصوصی اہتمام کے ساتھ خوشبو لگانا بھی مسنون قرار دیا گیا۔چنانچہ احادیث مبارکہ میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاكٌ وَ يَمَسُّ مِنَ الطِّيْبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ۔ (مسلم)

ترجمہ: روز جمعہ کا غسل ہر بالغ پر ہونا ثابت ہے نیز مسواک کرے اور جتنا ہو سکے خوشبو لگائے۔

۸۔ وَلُبْسُ اَنْظَفِ ثِيَابِهٖ صاف ترین لباس کا پہننا۔

لَبِسَ يَلْبَسُ لُبْسًا ازباب سمع پہنا

اَنْظَفِ اسم تفضیل نظیف ترین، سب سے عمدہ

ثِيَابِهٖ ثوب کی جمع کپڑے

جمعہ کے دن انسان اپنے وہ کپڑے زیب تن کرے جو اس کے پاس سب سے عمدہ اور پاکیزہ ہیں۔ اس کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سنت قرار دیا ہے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِيَابِهٖ وَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ اِنْ كَانَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ اَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلّٰى مَاكَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِيْ قَبْلَهَا۔

ترجمہ: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، اپنا بہترین لباس زیب تن کیا، اگر اپنے پاس ہے تو خوشبو لگائی، پھر جمعہ کے لیے آیا تو لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگیں، اللہ کا لکھا ہوا وظیفہ نماز پڑھا، پھر جب امام منبر پر چڑھا اس کے نماز سے فارغ ہونے تک خاموش رہا تو یہ نماز اس جمعہ اور اس سے قبل والے جمعہ کے مابین گناہوں کا کفارہ ہوگی۔

ان آٹھ مسنونات کا تعلق تنظیف سے ہے۔ اب ان مسنون افعال کا ذکر ہوگا جن کا تعلق جمعہ کی طرف مبادرت اور تبکیر سے ہے اور یہ فاسعوا الی ذکر اللّٰہ یعنی ذکر خدا کی طرف دوڑنے کی عملی صورت ہے۔

۹۔ پرسکون اور باوقار انداز میں جمعہ کے لیے چلنا۔

۱۰۔ جمعہ کی طرف پیش قدمی کرنا۔ جلدی اور وقت پر جمعہ کے لیے جانا۔

۱۱۔ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو جمعہ کے لیے پیدل چلنا مسنون ہے۔ رکاوٹ کچھ بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً راستے میں کیچڑ ہو، گندگیاں ہو یا راستہ لمبا ہو، طویل مسافت چلنا اس پر دشوار گزرتا ہو یا کوئی اور رکاوٹ ہو۔

۱۲۔ یہ مسنون ہے کہ راستہ خالی ہونے کی صورت میں صف اول کی طرف پیش قدمی کرے۔ اگر راستے پر ہجوم ہے تو لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے صف اول کی طرف جانا مکروہ ہے۔

ان چاروں عبارات میں اس بات کی تاکید ہے کہ اول وقت میں جمعہ کے لیے نکلنے کا اہتمام کرے تاکہ صف اول کا اجر و ثواب بھی ملے اور تقسیم ساعات کے لحاظ سے ساعت اولیٰ کا اجر بھی۔ ذیل میں دو حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جن سے ان عبارات پر مزید روشنی پڑتی ہے۔ حضرت اوس بن اوسؓ روایت کرتے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

ترجمہ: جس نے جمعہ کے دن (دوسرے کو بھی غسل کرایا اور خود بھی) غسل کیا، دوسرے کو بھی وقت پر جمعہ کے لیے نکلنے پر آمادہ کیا اور خود بھی وقت پر نکلا، سواری کے بغیر پیدل چلنا پڑا، امام کے قریب (پہلی صف میں) جا بیٹھا، غور سے امام کا خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اس کے لیے ایک سال مسلسل راتوں کے قیام اور دنوں کے صیام کا اجر ملے گا۔

امام بخاری اور مسلم حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِيْ يُهْدِيْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً

باقی صفحہ نمبر 12 پر

الٰہیات

اللہ کی مدد

حاجی غلام حسین سر میکی

آج اُمت مسلمہ کا ہر فرد اس کٹھن وقت کے بارے میں سوچ رہا ہے جو پوری قوم پر آن پڑا ہے۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ اس کے کیا اسباب ہیں۔ اُمت مسلمہ کی زبوں حالی کے اسباب کی بارہانشان دہی کی گئی جن کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے بعد اس روئے ارضی پر یہ امت یعنی اُمت مسلمہ اللہ تعالیٰ کی نمائندہ ٹھہری۔ اس کا فرض یہ تھا کہ جو نور وہدایت رسول امی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وساطت سے اسے ملا تھا، اسے مشعل راہ بنا کر نوع انسانی کے سامنے دین اسلام کے حق ہونے کی گواہی دے۔ اگر اس ذمے داری کی ادائیگی میں کوتاہی ہوگی تو بقیہ اقدام پر عذاب تو آخرت میں آئے گا، لیکن اس امت کو اس دنیا میں بھی اس بدعملی کی سزا ملے گی۔ اس کی مثال سابقہ امت بنی اسرائیل ہے۔ انہوں نے اپنی ذمے داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی برتی تو اللہ نے اس دنیا ہی میں ان پر ذلت و مسکنت کا عذاب مسلط کردیا۔ ارشاد ہوتا ہے: ''اور اُن پر ذلت ومسکنت دے ماری گئی۔'' اب یہی ذلت اور مسکنت مسلمانوں پر طاری ہے۔ ہمیں یہ سوچنا اور جائزہ لینا چاہیے کہ ہم سے جو کوتاہی ہوئی ہے، اس کی تلافی کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ امت کی مجموعی حالت اس وقت بدلے گی جب امت کا ایک بڑا حصہ اجتماعی توبہ کرے اور آئندہ اپنی ذمے داریوں کی ادائیگی کیلئے کمربستہ ہوجائے، اس کے بعد ہی یہ امت اللہ کی رحمت کی مستحق ہوپائے گی۔

آنحضورؐ، آئمہ کرامؒ، صحابہ کرامؓ اور صوفیائے عظامؒ کا مشن صرف ایک تھا، وہ یہ کہ روئے زمین پر اللہ کے دین کو غالب کرے جس کیلئے انہوں نے جان ومال ہر طرح کی قربانی دی۔ اگر اب بھی امت یہ کام کرنے کیلئے کمربستہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے بھی شامل حال ہوجائے گی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کام کیسے اور کس انداز سے کرنا ہے۔ اس کیلئے راہنمائی سورۂ آل عمران میں دی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''مومنو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا اور سب مل کر اللہ (کی ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کی نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں''۔ ان آیات میں مسلمانوں کو درج ذیل سہ نکاتی لائحہ عمل دیا گیا ہے:

☆ ہر فرد اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔

☆ یہ افراد قرآن کو بنیاد بناتے ہوئے ایک جماعت کی صورت اختیار کریں۔

☆ یہ جماعت ایسی ہو جو تین کام کرے۔

خیر کی طرف بلائے، معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے۔ جو لوگ یہ کام کریں گے، ان کیلئے فلاح کی نوید ہے، مسلم امت میں زوال کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا چھوڑ دیا جائے، کیوں کہ قرآن وحدیث نے متعین کردیا کہ اہل اللہ کا اصل فریضہ یہی ہے۔ حدیث نبوی ہے۔ رسول کریمؐ کا ارشاد پاک ہے: ''تم میں سے جو بھی منکر کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ ہاتھ (قوت) سے اسے روک دے، اگر اس کی استطاعت نہ پائے تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ کم زورترین ایمان ہے''۔ نہی عن المنکر کا طریقہ کیا ہوگا؟ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہر برائی کے خلاف محاذ آرائی اختیار کرلی جائے یعنی آدمی جہاں منکر دیکھے، وہاں بھڑ جائے، لڑ جائے، اس کے خلاف بولے، دوسری انتہائی سوچ یہ ہے کہ اللہ نے جسے جس حال میں رکھا ہے، اسی حال میں کام کرے۔ یعنی اگر قوت نہیں ہے تو دل ہی میں برا جانے، ہاتھ یا زبان سے روکنے کیلئے قوت حاصل کرنا ضروری نہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نبویؐ طریقہ یہ ہے کہ جب تک قوت نہیں تھی تو آپؐ اور صحابہ کرامؓ زبان سے برا کہتے رہے، لیکن جب اللہ نے قوت فراہم کردی اور ایک مضبوط جماعت وجود میں آگئی تو کفر کو للکارا گیا۔ اس مرحلے کا آغاز غزوۂ بدر اور انجام فتح مکہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو لوگ خود تقویٰ کی روش پر گام زن ہوں، وہ تربیت اور تنظیم کے مراحل سے گزر کر پہلے اپنی قوت کو بڑھائیں، یہاں تک کہ وہ جماعت کی شکل میں منظم ہوجائیں اور ایک مضبوط قوت بن کر باطل پر برس پڑیں۔

بعض اوقات انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں تو معصیت میں اتنا دور جاچکا ہوں کہ شاید اب واپسی کا کوئی امکان نہیں رہا، جب کہ حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا۔ قرآن وحدیث کی تعلیم یہ ہے کہ سابقہ جتنی بھی کوتاہیاں ہوتی رہیں، اگر انسان کو ان کا احساس ہوجائے اور وہ رجوع کرنا چاہے تو موت کے آثار شروع ہونے سے پہلے ان کی بخشش کا موقع ہے۔ سورۃ الزمر میں رسول کریمؐ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا گیا: ''اے نبیؐ! آپؐ فرمادیں ان بندوں سے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم ڈھائے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہوں (کیوں کہ) اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ بے شک! وہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

کسی نے بڑے سے بڑا گناہ کیا، لیکن جب تک موت کے واضح آثار شروع نہیں ہوجاتے، توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ البتہ قاعدہ یہی ہے کہ جو طالب ہدایت ہو، اللہ اسی کو ہدایت دیتا ہے، اس لئے کسی کو اگر پشیمانی اور ندامت ہو اور وہ توبہ کرے تو اللہ کی رحمت کا مستحق ہوجائے گا۔ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، اس لئے کہ اسے آخرت میں اس کا وبال بھگتنا ہوگا۔ وہ گناہوں کے ارتکاب سے اپنی روحانی اور اخلاقی ترقی کے راستے بند کرتا ہے۔ اللہ نے اسے تو احسن التقویم پر پیدا کیا تھا، اگر وہ اسفل السافلین کی طرف رخ کیے ہوئے ہے تو یہ اس کا اپنے اوپر ظلم ہے۔ اسی طرح یہ طرزِ عمل بھی غلط ہے کہ ہم یہ سوچ کر کہ اللہ ہمارے گناہ بخش دے گا۔

چنانچہ آگے ارشاد فرمایا: ''اور اپنے رب کی جانب رجوع کرو اور اس کے سامنے اپنے سر جھکادو، اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی اور اس بہترین شے کی پیروی کرو جو تمہارے رب نے تمہاری جانب نازل کی ہے، قبل اس کے کہ اچانک تم پر عذاب آجائے اور تمہیں کچھ خبر بھی نہ ہو''۔

☆☆☆☆☆

عبادات

فضائل جمعہ

مولانا شکور علی انور

رسول اللہؐ کا معمول:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب سردی زیادہ ہوتی تو نماز جمعہ شروع وقت ہی میں پڑھ لیتے تھے اور جب گرم موسم ہوتا تو ٹھنڈے وقت یعنی گرمی کی شدت میں قدرے کمی ہونے پر پڑھتے۔(بخاری) حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جمعہ کے دو خطبہ دیا کرتے تھے۔ آپؐ ان دو خطبوں میں قرآن مجید کی آیات بھی پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے۔آپؐ کی نماز اور خطبہ دونوں درمیانی (زیادہ لمبا نہ زیادہ مختصر) ہوتے۔(مسلم)

یعنی جمعہ کی نماز اور خطبہ دونوں درمیانی اعتدال اور متوسط مقدار پر مبنی ہوتے تھے نہ بالکل اختصار سے کام لیتے نہ بہت زیادہ طویل خطبہ اور نماز پڑھاتے بلکہ آپ کا ہر عمل حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتا تھا۔خطبہ کھڑے ہو کر دیتے تھے۔سر مبارک پر کالا عمامہ تھا اور خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھتے خطبہ زبانی ہوتا تھا۔مختصر معنی ومطالب اور پند و نصیحت سے معمور ہوتا تھا۔مواعظ و بیان کے موضوعات حسب حال اور لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر ہوتے تھے بعض دفعہ مختلف بیانات کا مجموعہ بھی ہوتا اور امر و نواہی وضاحت کے ساتھ بیان کرتے قیامت کے عذاب اور ہولناکیوں کے بارے میں قرآن کی آیات کا ثبوت پیش فرماتے آپ کے قال اور حال میں مکمل یگا نگت کا پہلو نمایاں ہوتا تھا سچائی اور گہرائی سے روح پرور تقریر فرماتے تھے۔(ابن ماجہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ دیتے تھے تو آپؐ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں آواز بلند سخت غصہ اور جلال کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔جو دشمن اسلام کے لشکر کو خود دیکھ کر آیا ہو اور اپنی قوم کو دفاع کے لئے تیار کر رہا ہو اور کہتا ہو کہ دشمن کی فوج قریب آپہنچی ہے تم پر مصیبت آنے والی ہے۔

آپؐ یہ بھی فرماتے تھے کہ میری بعثت اور قیامت کی آمد ان دو انگلیوں کی مانند ہے۔آپؐ اپنی شہادت والی انگلی اور ساتھ والی انگلی دونوں کو ملا کر تمثیل و تفہیم کا انداز اپناتے۔(مسلم) گویا کہ آپؐ کا خطبہ پر جوش اور شعلہ بیاں ہوتا تھا اس میں جلال اور حال کا امتزاج ہوتا امت کو عاقبت کی تیاری اور قیامت سے نجات کے طور طریقے بتاتے تھے۔

لوگوں کو تقویٰ،طہارت،اخلاص،توکل،صبر،شکر،اور استقامت فی الدین کی تعلیم دیتے تھے۔توحید اور قیامت کے مسائل سمجھاتے ہوئے حق رسالت خوب اجاگر کرتے۔حقوق و فرائض کی گتھیاں سلجھاتے فضائل و اخلاص کے آداب بتاتے رذائل و فواحش سے خوب آگاہ فرماتے تھے۔جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ: ویعلمھم الکتاب والحکمه و یزکیھم(بقرہ ۱۵) اور رسول ان کو کتاب اور دانشمندی کی باتیں سکھاتا اور پاک صاف کر کے ان کو نکھارتا ہے۔یعنی لوگوں کو تزکیہ نفس تحلیہ روح پر اکساتے تھے۔اور آپؐ اس بات پر فخر کرتے ہوئے بھی عار نہ سمجھتے تھے کہ انما بعثت معلما! میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔آنحضرت بلکہ بہت سی دانشمند اور عالمگیر تعلیمات کا محور تھے۔آپؐ کے انداز میں نرمی اور سختی دونوں موجود ہوتی تھیں۔اخلاق اور فلسفہ انگیزی میں نہایت جرات مند اور مہربان تھے۔ایمان کی افزائش کے سلسلے نہایت بیباک اور بے لاگ تبصرے فرماتے تھے۔حریص علیکم بالمومنین رؤوف رحیم(بقرہ) مومنین کے لئے بہت سی زور آور اور نہایت مہربان رحمت والا ہے۔گویا کہ آپؐ اس بات کا مکمل مصداق تھے۔قاهری بادلبری پیغمبری است یعنی جلال اور محبت ہی پیغمبرانہ شیوہ ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں اسی تعلیم کے انداز کو فرمان الٰہی کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ان

الله یا مر بالعدل والاحسان و ایتائ ذی القربیٰ وینھی عن الفحشآء والمنکر۔۔۔۔۔۔(سورۃ النحل ۱۲) بے شک اللہ عدل اور احسان کرنے رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کی بات اور نا پسندیدہ باتوں اور سرکشی سے روکتا ہے تمہیں وہ نصیحت فرماتا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے شہنشاہ مطلق کی حیثیت سے اپنے فرمان کو نافذ کیا ہے اور برائی، بے حیائی، سرکشی اور ناپسندیدہ باتوں سے منع فرمایا ہے۔ گویا کہ آپؐ کا اسلوب خطاب حکیمانہ اور نہایت مشفقانہ ہوتا تھا۔ جو بات زبان اطہر سے ظاہر ہوتی انسان کے دل میں فوراً اتر جاتی تھی۔ لوگ آپؐ کا گرویدہ ہو جاتے تھے۔ خطبہ اور نماز مختصر مگر جامع ہوتی تھی۔ بعض دفعہ نماز سے خطبہ مختصر ہوا کرتا تھا۔ نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ منافقون کی قرات ہوتی تھی۔ آج کل اس کا اُلٹ طریقہ رائج ہو رہا ہے۔ لیکن اس کی اصل وجہ تبلیغ و تعلیم کی اشاعت کے فقدان کا باعث ہے اس صورت میں تبلیغ کی اہمیت کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ البتہ بے محل اکتاہٹ اور بے مقصد طوالت سے احتراز کیا جانا چاہیے۔ ایسا موقع بھی پیش نہ آئے کہ اختصار کی چاہت میں لوگوں کی متوقع کھیپ کہیں جمعہ سے محروم نہ ہو جائے لوگ شکایت کرتے رہے کہ ہمیں جمعہ نہیں ملا۔ تاہم ہر چیز کا اپنا محل اور مقام ہوتا ہے۔ مصلحانہ اور حکیمانہ انداز سے احتراز کا مکمل اہتمام بحال رہے۔

خطیب کے فرائض:

خطیب کے بارے میں درج ذیل چیزیں مسنون ہیں۔

خطیب فصیح و بلیغ انداز میں لوگوں کے سوچ بوجھ کے مناسب اور قریب ہو اجنبی اور پریشان الفاظ سے خالی ہو۔ اختصار کی طرف مائل ہو۔ خطیب کا رُخ لوگوں کی طرف ہو اگر بعض لوگوں کی طرف پیٹھ کئے ہوئے ہو جبکہ جماعت کے کچھ لوگ خطیب کی آواز سن کر بات سمجھتے بھی ہوں تو یہ صورت کافی ہے۔ خطیب خطبہ دائیں و بائیں کو چل کر نہ پڑھے خطیب اپنے ہاتھ میں کوئی تلوار یا نیزہ نما لاٹھی (عصا) یا کوئی کمان لے لے۔ خطیب پگڑی والا، چادر پوش ہو پگڑی اور چادر دونوں کے دونوں یا ان میں ایک سیاہ رنگ کی ہو یا اس کی اصلی صورت رنگدار ہو۔ اگر خطیب کسی کے سلام کا جواب دینا چاہے تو آہستہ سلام کرے۔ خطیب منبر پر چڑھنے سے پہلے منبر پر بیٹھ جائے۔ پھر کھڑے ہو کر بلند آواز میں خطبہ پڑھے۔ ظالم کے خلاف بددعا کرے بشرطیکہ اس میں جرات مندانہ طاقت موجود ہو۔ اگر ایسا نہیں تو اسے کمزوری دور کرنے کی مصلحت پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر خطیب عربی زبان کے علاوہ دیگر زبان میں خطبہ پڑھے تو جائز ہے تاہم شرائط و ارکان خطبہ کا ملحوظ نظر رکھنا ضروری ہے جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ جمعہ کے خطبہ سے پہلے صوفیانہ روش کے مطابق قبل از اذان ثانی حدیث جمعہ کی برملا تلاوت کی جاتی ہے۔ موذن اس حدیث شریفہ کے بعد اذان ثانی یعنی جمعہ کی دوسری اذان کا آغاز کرتا ہے۔ (جاری ہے۔۔۔)

☆☆☆☆☆

بقیہ: مجموعہ شریعت محمدیہ

فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔

ترجمہ: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے (رجسٹر لیے) مسجد کے دروازے پر ٹھہرے ہوتے ہیں جو مسجد میں پہلے پہل آنے والوں کو لکھتے جاتے ہیں۔ دوپہر کے وقت پہلے آنے والا ایسا ہی جیسا راہ خدا میں اونٹ ذبح کرنے والا، پھر اس کے بعد آنے والا گائے ہدیہ کرنے والے کی مانند ہے، پھر مینڈھا پھر مرغی پھر انڈا صدقہ کرنے کے برابر ہے۔ جب امام منبر پر چڑھ جاتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر کے فیصلہ سننے لگتے ہیں۔

اپنی معنوی مقاصد کے حصول کی خاطر حضرت میر سید محمد نوربخش قدس سرہ نے مجموعہ شریعت محمدیہؐ میں پہلی ہی گھڑی میں جمعہ کے لیے جا کر صف اول میں بیٹھنے کا مصطفوی طریقہ بیان فرمایا ہے۔

وَيَجُوْزُ الْجُمُعَةُ فِيْ غَيْرِ الْمَسَاجِدِ فِيْ فَضَاءٍ فِيْ وَسَطِ الْمَعْمُوْرَةِ يَعُدُّ لِلْأَغْيَادِ۔

ترجمہ: اس میں اس مسئلے کی وضاحت ہے کہ جامع مسجد کے بغیر آبادی کے اندر کھلی فضا میں اگر نماز جمعہ پڑھی جائے تو جائز ہے۔ جیسے نماز کی صحت کے لیے مسجد کا ہونا شرط نہیں ایسے ہی نماز جمعہ کی صحت کے لیے بھی جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں کیونکہ حضور کا ارشاد ہے:

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا۔

ترجمہ: میرے لیے پوری روئے زمین مسجد اور پاکیزہ ہے۔

اسلامیات

باب النکاح

مولانا نور حسن بت شکن

وان حفتم ان لا تقسطو افی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاثا ورباعا۔۔الایہ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی الحدیث

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس نے انسانوں کو مہذب زندگی گزارنے کے تمام طریق اور مناہج بیان کئے ہیں۔ چاہے ان کا تعلق بودباش سے ہو، وضع قطع سے یا رہن سہن سے ہو خاص طور پر خاندانی نظام کو مخلوط ہونے سے بچانے کیلئے شریعت نے مخصوص طریقہ ازدواج اور میاں بیوی کے درمیان تعلق استوار قائم نہ رکھ سکنے کی صورت میں قانون طلاق کو واضح انداز میں بیان فرمایا ہے۔ ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہم شریعت سے رسم ورواج کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں درحقیقت ہمارے رسم رواج اور شریعت کے درمیان بہت زیادہ تصادم پایا جاتا ہے اور ہم رسم و رواج کو اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ چونکہ ہمارے آباؤ اجداد پہلے سے یہی کچھ کرتے چلے آئے ہیں لہذا ہم نے بھی ایسا کرنا ہے جب ایسی جہالت معاشرے میں جنم لیتی ہے تو احکام الٰہی کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور انسانیت پر اللہ کا قہر وغضب اتر جاتا ہے۔ ان حالات میں بندۂ ور پر تقصیر کو اپنی علمی بے مائیگی کا اندازہ بھی تھا۔ لیکن ساتھ ہی ان رسوم باطلہ کے خلاف جنگ کا جذبہ بھی تھا تو اپنے موضوع کا محور قرآن مجید، احادیث نبویہ اور الفقہ الاحوط کو بنایا اور وہو حسبی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر کا نعرہ بلند کیا اور عزم صمیم کے ساتھ قلم اٹھایا اور کوشش یہ کی گئی کہ اس میں باب النکاح اور باب الطلاق کے مسائل کو قانون اور شریعت کے تقابلی جائزے کے ساتھ بیان کروں کیونکہ کچھ قانونی امور ایسے ہیں جو شریعت سے یکسر تصادم کھاتے ہیں۔ ان کو بیان کرنا اس لئے لازمی سمجھا کہ کوئی شخص کورٹ سے کوئی ڈگری لے کر اس زعم میں رہتا ہے کہ اب میں فارغ ہو چکا ہوں حالانکہ ازروئے شریعت وہ اب بھی سابق شوہر کی زوجیت میں ہوتی ہے پھر اگر خدانخواستہ وہ کسی دوسرے سے شادی کرلیتی ہے وہ دوشوہروں کی بیوی ہوگی اور ساری زندگی اسی گناہ میں لگی رہے گی یہ بہت بڑا فساد ہے۔ اس لیے اس کو بیان کرنا لازمی سمجھا اب ہم اپنی بحث باب النکاح سے شروع کرتے ہیں۔

پہلا حصہ:

نکاح کی تعریف:۔ نکاح کا لغوی معنی "ملانا" اور حقیقی معنیٰ جماع کے ہیں قرآن نے نکاح کو "حصن" یعنی قلعہ کہا یعنی ایسی جگہ جہاں زوجین کی عفت کا تحفظ ہوتا ہے۔

شرعی تعریف:۔ نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جس کے ذریعے مرد عورت کے درمیان جنسی تعلق جائز ہوجاتا ہے۔ ایک دوسرے کے محرم بن جاتے ہیں اور اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا اور زوجین کے درمیان دیوانی حقوق وفرائض پیدا ہوجاتے ہیں۔

نکاح کی اہلیت:۔ ہر عاقل، بالغ، مسلمان ہر دو عورت بلا واسطہ ولی نکاح کا اہل ہے۔

نکاح کی اقسام:

بمطابق الفقہ الاحوط نکاح کی دو قسم ہیں:

۱۔ پسندیدہ نکاح: اس کی دو قسم ہیں: ا) واجب ب) مسنون

۲۔ ناپسندیدہ نکاح: اس کی دو قسم ہیں: ا) مکروہ ب) حرام

انعقاد ہونے کی شرط: ایجاب وقبول سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ ایجاب وقبول زبانی ہو یا تحریری دونوں صورتیں جائز اور برابر ہیں۔ یعنی وکالتاً یا اصالتاً دونوں صورتیں درست ہیں بشرطیکہ دونوں وکیل عاقل بالغ

ہوں۔

ایجاب وقبول کے صیغے:

الفقہ الاحوط کی روشنی میں ایجاب وقبول کے صیغے یوں ہیں:

واصوب الصیغ فیهما النکاح والترویج، والانکاح، والتروج ولو وقع بلفظ اخریدعلیٰ رضاهماکتمتع والتملیك والهبةوالصداقةصحّ ومعانی هده الالفاظ بایّ لغةاتفق عربیا کان اوفارسیااو ترکیا اوهندیااو پهلویاصحّ لکن لفط الاجارةوالاعاره مفسدهما ویجوز تقدیم کل منهما علی الاخربصیغةالماضی ولمستقبل مع الاستفهام والامر ملتمساااما صیغه الماضی فاصوب للتحقق۔

(فقہ الاحوط صفحہ 220)

ترجمہ: ایجاب قبول کے لیے صحیح ترین صیغے تزویج، انکاح، تزوج، انکاح کے الفاظ ہیں اگر ایجاب قبول مرد عورت کی رضا مندی پر دلالت کرنے والے دیگر کسی لفظ سے وقوع پذیر ہو جائے تو درست ہے جیسے تمتع، تملیک، ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کسی بھی اتفاقی زبان میں ان الفاظ کے معنوں کا استعمال کرنا درست ہے۔خواہ وہ زبان عربی ہو، یا ہندی ہو، فارسی ہو یا، پہلوی لیکن اجارہ اور اعارہ کے الفاظ ایجاب وقبول کو فاسد کرتے ہیں۔التماس کرتے ہوئے صیغہ امر یا استفہام کی شکل میں صیغہ مستقبل اور ماضی ان صورتوں میں ایجاب قبول میں سے ہر ایک کو دوسرے پر مقدم کرنا جائز ہے۔

نکاح واجب: واجب اس شخص کے لیے ہے جو اس کا نفس خطرناک حد تک جنسی ہیجان کا شکار ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ کہیں یہ صورت حال اس کو بدکاری کی طرف نہ لے جائے

نکاح مسنون: نکاح کرنا اس شخص کے لیے مسنون ہے جو اولاد پیدا کرنا چاہتا ہو اس پر اضطراری حالت طاری نہ ہو صبر سے کام لینے پر قدرت رکھتا ہو۔

نکاح حرام: نکاح کرنا اس شخص کے لئے حرام جو محفوظ کنواری دوشیزہ سے جنسی رابطہ قائم کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو بلکہ وہ بیوہ سے بھی رابطہ قائم نہ کرسکتا ہو لوگ اسے نامرد خیال کرتے ہوں اور وہ شخص لوگوں کے اس وہم وگمان کو دور کرنے کے بہانے سے نکاح کرتا ہو۔

نکاح مکروہ: نکاح کرنا اس شخص کے لئے مکروہ ہے کہ کنوارین کی حالت میں رہنے پر قادر ہو اور نکاح کرنا اس کے علم وعرفان کے حصول میں رکاوٹ بن جاتا ہو نیز اس شخص کی صحبت حاصل کرنے میں اس کے لیے نکاح رکاوٹ بن جاتا ہو جو اس کی نفس اخلاق کی برائی سے پاکیزہ بناتا ہو اور تمام اوقات کی عبادتوں میں مصروف رکھنے میں اس کا مدد گار بن جاتا ہو۔

نکاح کی جو بھی قسم ہو اس کے نافذ ہونے کے اعتبار سے تین قسم ہیں۔

۱۔ نکاح صحیح ۲۔ نکاح فاسد ۳۔ نکاح باطل

نکاح صحیح: وہ نکاح جو شرع کے عین مطابق ہو اور جملہ ارکان وشرائط کی پابندی کے ساتھ بلا کسی شرعی مانع منعقد ہو نکاح صحیح کہلاتا ہے۔

نکاح صحیح کے اثرات: نکاح صحیح سے زوجین کو حسب ذیل حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ دائمی رشتہ زوجیت وحق حبس زوجہ، مگر طلاق ہو جائے یا کوئی اور امر شرعی جس سے دونوں کے درمیاں تفریق ہو یا کوئی ایک فریق مر جائے۔

۲۔ حق مقاربت جنسی ۳۔حرمت مصاہرت

۴۔ تولید تناسل وثبوت نسب اولاد ۵۔حق مہر زوجہ

۶۔ حق نفقہ زوجہ وراحت تمائش بقدر استطاعت

۷۔ حق وراثت اولاد وما بین زوجین

۸۔ دیگر منفعت جس کی شریعت نے اجازت دی ہو۔

نکاح فاسد: نکاح فاسد وہ نکاح ہے جس میں نکاح صحیح کے کوئی شرط مفقود ہو

نکاح فاسد کے اثرات: اگر دخول نہ ہوا ہو تو نکاح فاسد از خود نکاح باطل کے حکم میں ہوگا نتیجتاً فریقین کو ایک دوسرے پر کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔دخول کی صورت میں نکاح فاسد کے حسب ذیل اثرات ونتائج مرتب ہوں گے۔

۱۔ مہر مسمّٰی یا مہر مثل میں سے جو کم ہو ۲۔ اثبات نسب اولاد

۳۔ حرمت مصاہرت ۴۔ نفقہ اولاد

۵۔ عدم توارث بین زوجین وغیرہ

نکاح باطل: وہ نکاح جو فی نفسہ کالعدم ہو۔

نکاح باطل کے اثرات: نکاح باطل نتیجے کے اعتبار سے بالکل بے اثر ہوتا ہے اس سے زوجین کے درمیان کوئی ازدواجی حق یا وجوب پیدا نہیں ہوتا۔

شرائط انعقاد نکاح: نکاح کے شرائط کو تین انواع میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

جن شرائط کا تعلق عاقدین نکاح سے ہو وہ تین ہیں:

۱۔عقل ۲۔ بلوغ ۳۔ رضامندی

عقل: نکاح کے لئے عقل کی شرط اس لئے لگائی کیونکہ بے عقل یا پاگل انسان نکاح کا اہل نہیں ہو سکتا۔اگر عقل تو ہے لیکن بلوغ نہ ہو تو اس کا نکاح ولی پر منحصر ہے۔

بلوغ: بلوغ کی شرط اس لئے لگائی کیونکہ بالغ ہی نکاح کی قابلیت رکھتا ہے اگر متناکحین میں سے ایک نابالغ ہو تو اس کا کیا ہوا نکاح ولی کی اجازت سے معلق ہوگا۔

رضامندی: عاقدین نکاح سے متعلق تیسری شرط رضامندی ہے۔چنانچہ عاقدین کی رضامندی کے بغیر نکاح جائز نہ ہوگا خواہ عورت بالغہ باکرہ ، ثیبہ ہی کیوں نہ ہو رضامندی لازمی ہے

اس کی وضاحت کے لئے سب سے پہلے احادیث مبارکہ ہے کہ:

عن عبداللہ ابن عباس قال قال رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم الایم احق بنفسھا من ولیھا والبکر تستاذن من نفسھا واذنھا صمتھا۔ (الحدیث)

الثیب احق بنفسھا من ولیھا لا تنکح الایم حتی تستامر کے الفاظ میں بھی بیان ہوا ہے۔

رضامندی بالجبر: آج کل ہمارے معاشرے میں یہ انتہائی شرمناک کام ہوتا ہے کہ جہاں لڑکی چاہے وہاں اس لئے نہیں دیتے ہیں کہ معاشرہ کیا کہے گا لوگ کیا کہیں گے لڑکی کو اپنی مرضی سے شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔لیکن جہاں پر والدین کے اپنی پسند کا لڑکا ہو تو وہاں رضامندی ظاہر کرنے کے بعد لڑکی پر جبر شروع کرتے ہیں۔ والدین ناکام ہوں تو دادا دادی پھر ماموں مختلف زاویوں سے لڑکی کو جبر کر کے اس کا نکاح کرا دیتے ہیں اگر از روئے شرع دیکھا جائے یہ نکاح ، نکاح ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس کی رضامندی بالجبر ہے اس طرح نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا اسی طرح لڑکے کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے دونوں صورتوں میں جبراً نافذ کرنے والا نکاح بیع فضولی کی طرح ناقابل عمل ہوگا لہذا ایسا کرنا ناجائز ہے مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو کسی نیم مُلا سے پوچھنے کی بجائے کسی معتبر مفتی سے استفتیٰ طلب کر سکتے ہیں الفقہ الاحوط کی روشنی میں یہ نکاح منعقد نہ ہوگا جیسے شاہ سید محمد نوربخش نے الفقہ الاحوط باب النکاح صفحہ 229 میں ارشاد فرمایا ہے۔

ولا ینعقد النکاح الا برضا الزوجین ان کانا بالغین العاقلین۔۔۔

نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا مگر زوجین کی رضامندی کے ساتھ اگر وہ دونوں بالغ عاقل ہوں۔

دوسری عبارت: ولایجوز لاحدانکاح البکر البالغۃالعاقلۃالا برضاھا ولو کان اباً مجبر۔(الفقہ الاحوط باب النکاح صفحہ 229)

جائز ہی نہیں کسی کے لیے عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی اور رضامندی کے خلاف کرے۔اگر یہ جبر کرنے والا باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

یہاں اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ عاقلہ بالغہ لڑکی کی شادی جبری کر ہی نہیں سکتا اگرچہ باپ ہی کیوں نہ ہو چچا کو دادا کو کیا حق ہے کہ وہ بھتیجی یا پوتی کو اپنی پسند کی شادی سے منع کرے ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم لڑکی کو اس کی پسند کی شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں اور اپنی پسند کے مطابق کسی سے ساتھ نکاح کرا دیتے ہیں اکثر ہمارے معاشرے میں یہ بھی دیکھا گیا کہ لڑکی شادی والے دن بھی انکار کرتی جاتی ہے۔لیکن رشتہ دار اس کو جبری اٹھا کر لڑکے کے گھر پہ پھینک کر آتے ہیں ۔اس کی رضامندی کے بغیر تو یہ کوئی شادی نہیں بلکہ وہ والدین بھائی رشتہ دار سب مل کر ایک عظیم گناہ میں اس کو زندگی بھر کے لیے دھکیل دیتے ہیں جسے فقہی زبان میں زنا کہتے ہیں کیونکہ لاینعقد کا مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی نکاح نہ ہو اور یہ کلمہ لا یجوز خود غصہ میں یہی بتا رہا ہے کہ یہ نکاح ہو ہی نہیں سکتا اللہ ہم سب کو بخش دے۔

آمین ثم آمین!

تیسری عبارت: فلعاقلة البالغه ولی نفسها فینبغی ان تسئال رضاھا. (الفقہ الاحوط باب النکاح صفحہ 229)

پس عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے نفس کی مالک ہے چاہئے کہ اس سے اس کی رضامندی پوچھ لیں۔

اب اس عبارت میں انسانیت کو سمجھانے والے انداز میں فرماتے ہیں پس لازمی یہ ہے کہ آپ عاقلہ بالغہ کو بالجبر شادی کرنے پر مجبور نہ کریں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ والدین یا رشتہ دار دھوکہ دہی فریب یا دھمکی دے کر لڑکی سے رضامندی حاصل کر لیتے ہیں بعد میں جب لڑکی کو معلوم ہو جائے تو پھر معاملات بگڑ جاتے ہیں اور معاملہ طلاق کی نوبت تک پہنچ جاتا ہے اس لئے شاہ سیدؒ نے فرمایا :

ولو دلّس الزوج اومن قبله فلزوجة خيار الفسخ ومطالبة المهروقت الاطلاع على التدليس ان دخل بها وان لم يدخل علىٰ اكهفها.

ترجمہ: اگر شوہر خود فریب کاری سے کام لے یا اس کی طرف سے کوئی شخص فریب کاری سے کام لے تو اس صورت میں جب فریب کاری کا پتہ چلے تو بیوی کو نکاح فسخ کرنے اور مہر کا مطالبہ کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے چاہے اس سے جنسی تعلق قائم کیا ہو یا نہ کیا ہو۔اسی طرح اگر بیوی کی طرف سے شوہر کو کوئی دھوکہ دہی کرے تو معاملہ ایسا ہی ہوگا دونوں صورتوں میں اس طرح دھوکہ دہی یا دھمکی سے کرانے والے نکاح کو ہی باطل قرار دیا ہے۔

موجودہ دور میں کرانے والے کورٹ میریج بالکل درست اور نافذ العمل ہیں۔بشرطیکہ کہ عاقدین بالغین عاقلین ہو، بلا جبر اور کسی خوف یا دھمکی کے نتیجے میں منعقد نہ ہو۔اس لیے کہ یہاں پر نکاح صحیح کے جملہ شرائط موجود ہیں۔اس نکاح کو لوگ معیوب اور اپنی توہین سمجھتے ہیں جو شرعاً قانوناً درست ہو جبکہ اپنی طرف سے کرانے والے ناجائز نکاح جس میں نہ عاقدین کی رضامندی ہے نہ عاقدین صبی یا مجنون ہیں اس کو عین سنت سمجھتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔

(جاری ہے------)

☆☆☆☆☆

بقیہ: اہل ایمان اور حوران جنت

ہی حقیقت میں پرہیزگاری ہی ہے۔سبحان اللہ ان پرہیزگاروں کا کیا کہنا جو بہشت کی نعمتوں سے پُر باغات جس میں محلات، بالاخانے اور حیران کن خیمے ہوں گے۔جنتی خیموں میں اپنے جوڑوں کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔جس طرح جنتی مردوں کے لئے حوران جنت نصیب ہوتی ہیں۔اسی طرح دنیاوی نیک عورتوں کے لئے بھی ہم عمر پاک دامن نوجوان شوہر نصیب ہوں گے۔جن کے شکل و شمائل بھی حوران جنت سے کم نہیں ہوں گے اپنے شوہر کو دیکھ کر ان عورتوں کے منہ میں پانی آئے گا اور یاقوت ومرجان جیسے جسموں میں خوشبودار پسینہ بھی آئے گا اور وہ شبنم کی طرح ہوگا۔اگر دنیا میں ان کے شوہر نیک اور اہل جنتی ہیں تو تو اسی سے اس کی شادی رچائیں گے۔ اگر شوہر جنتی نہ ہو تو کسی دوسرے ہم عمر نوجوان سے عقد کیا جائے گا۔ دنیاوی عورتوں کو بھی جو نیک اور پرہیزگار ہو حوران جنت جیسی شکل کا نوجوان عطا کیا جائے گا۔

اہل ایمان اور حوران جنت سورہ کھف میں:

سورہ کھف میں اصحاب رقیم کا قصہ بیان ہوتے ہوئے اہل ایمان اور حوران جنت کے لباس کا عمدہ انداز میں بیان ہوا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اولئک لھم جنت عدن تجری من تحتھم الانھار یحلون فیھا من اساور من ذھب و یلبسون ثیا با خضرا من سندس وّ استبرق متکئین فیھا علی لا رائک نعم الثواب و حسنت مرتفقا.

(ان لوگوں کے لئے ہمیشہ آباد رہنے والے باغات ہیں جن میں ان کے محلات کے نیچے نہریں جاری ہیں انھیں ان جنتوں میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک زیبا اور بھاری اطلس کے (ریشمی) سبز لباس پہنیں گے اور پر تکلف تختوں پر تکئے لگائے بیٹھے ہوں گے، کیا خوب ثواب ہے اور کتنی خوبصورت آرام گاہ ہے۔)

آیت نمبر۳۱۔　(جاری ہے-----)

☆☆☆☆☆

ایمانیات

اہلِ ایمان اور حورانِ جنت

مولوی محمد شفیع مطہری

اہلِ ایمان اور حورانِ جنت قرآن پاک کی روشنی میں:

مثل الجنت الذی وعد لمتقین (سورہ محمدؐ: ۱۲)

ترجمہ: اس جنت کا پرہیزگاروں کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔

و لھم فیھا ازواج مطھرہ۔ (سورہ بقرہ: ۲۵)

ترجمہ: اوران کے لئے پاک بیویاں ہیں۔

جب اہل جنت بہشت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر ادا کریں گے۔ بہشت میں جب اہل جنت سیر و تفریح کریں گے تو قسم قسم کی نعمتوں کا مشاہدہ کریں گے اور کم وبیش ایک سو بیس قسم کے میوے کھانے کو ملیں گے۔ ان میووں میں سے چند قسم کے میوے اہل جنت نے دنیا میں بھی کھائے ہیں۔ مثلاً سیب، کھجور، انگور اور انار وغیرہ۔ جب جنتی ان میووں کو دیکھیں گے تو اہل جنت کہیں گے رب کریم یہ میوے تو ہم نے دنیا میں بھی کھائے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل ۔ وہ کہیں گے یہ تو ہمیں دنیا میں پہلے دیا گیا تھا۔ (سورہ بقرہ: ۲۵) تو رب فرمائے گا: اے اہل جنت ذرا کھا کے تو دیکھیں لذتوں میں فرق ہو گا۔ خوش نصیب اہل جنت جب اپنے محلات اور باغوں میں پھریں گے تو دودھ، لسی، شہد اور شیرین میٹھے پانی اور شراب طہور بہتی نہروں کی طرح دیکھیں گے اور خوب اللہ کی ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ لیکن یہ تصور غلط ہے کہ اہل جنت ان میووں اور پینے والی چیزوں کو دیکھ کر ہی سیراب ہوں گے۔ بلکہ وہ ان میووں کو کھائیں گے اور بہتی نہروں سے جی بھر کر پئیں گے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ۔ (سورہ الحاقہ: ۲۴) اہل جنت سے کہا جائے گا (خوب لطف اندوز) ہو کر کھائیں اور پئیں یہ ان اعمال کے بدلے ہیں جو تم گزشتہ زندگی کے ایام میں آگے بھیج چکے ہیں۔

بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ اہل جنت کو ان تمام نعمتوں کے ساتھ ساتھ دل بہلانے کے لئے کئی کئی دل ربا گوری رنگت والی حوریں بھی رفاقت کے لئے ملیں گے جن کو قرآن میں ازواج مطہرہ یعنی پاک بیویاں بھی فرمایا ہے۔ (سورہ بقرہ) حوران جنت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہوگی یعنی دیدار الٰھی کے بعد یہ ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ہوگی۔ جسے نعمت معراجیہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ جنتی عورتیں ہمیشہ اپنے شوہر کے ساتھ رفاقت میں رہیں گی اور کبھی جدا نہیں ہوں گی جیسا کہ ارشاد ہے وھم فیھا خالدون۔ اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورہ بقرہ) حوران جنت کے حلیہ مبارکہ ان کی صفات اور خوبیاں قرآن پاک کی کئی سورتوں میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اس لئے اس موضوع کا نام بھی حوران جنت قرآن کی روشنی میں منتخب کیا گیا ہے۔

حورانِ جنت سورہ رحمٰن میں:

سورہ رحمٰن کو ''عروس القرآن'' یعنی قرآن کی دلہن بھی کہا جاتا ہے۔ اس سورہ میں اہل جنت کے ان پاک و پاکیزہ عمدہ اور نفیس جوڑے پہنی ہوئی دلہنوں کا ذکر کیا ہی حسین انداز میں فرمایا ہے: فیھنّ قصرات الطرف لم یطمثھنّ انس قبلھم ولا جان (اس جنت میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں ان حوروں کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ ہی کسی جن نے چھوا۔) یعنی ہیرے کی طرح ان موٹی موٹی آنکھوں والی عورتوں نے نہ کسی کو غلط نظروں سے دیکھا ہے اور نہ ہی ان کو کسی نے اس سے پہلے ہاتھ لگایا ہے۔ (سبحان اللہ)

حوران جنت کے حلیہ مبارکہ ایسے ہیں جیسے ارشاد ربانی ہے۔ کانھن الیاقوت والمرجان. (گویا حوران جنت یاقوت اور مرجان جیسی ہیں۔) یاقوت اور مرجان انتہائی گہرے رنگ کے ہوتے ہیں۔ یعنی حوران جنت کو رب کریم نے یاقوت و مرجان سے تشبیہ دی ہے۔ یاقوت کا رنگ سرخ بھی ہے اور سفید بھی ہے۔ حوران جنت کے جسم انڈے کی سفیدی کی طرح سفید اور رخسار مبارکہ سرخ ہوتے ہیں اور مرجان چھوٹی موتی کو کہتے ہیں۔ یوں حوران جنت موتی کی مانند کم عمر کی ہوتی ہیں۔ یہ حوران جنت جب اپنی سونے اور چاندی سے تیار شدہ محلات سے اتر کر سیر و تفریح کے لئے باغات کے آس پاس نصب کئے ہوئے خیموں میں آئیں گی۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: حور مقصورات فی الخیام (وہ حوریں جوان خیموں میں مستور ہیں۔) جنت کے خیمے غیر معمولی طرز کے ہوتے ہیں مگر ان خیموں کے اندر اہل ایمان اور حوران جنت کے لئے پہلے سے ہی انتہائی گہرے رنگ کے سبز قالین اور اعلیٰ قسم کے چادر نرم و نفیس تکیہ لگائے ہوئے ہوتے ہیں یعنی خیموں کے اندر اہل ایمان اور حوران جنت تکیہ پر ایسے سر لگائے بیٹھے ہونگے جیسے دونوں کے سر موتی کی طرح جڑے ہوئے ہوں۔ گویا نرم و نفیس ہاتھوں میں ہاتھ اور آنکھوں میں آنکھ ڈال کر پر لطف الفت کی باتیں کر رہے ہوں گے۔

حوران جنت سورہ واقعہ میں:

سورہ رحمٰن کے فوراً بعد سورہ واقعہ میں حوران جنت کا ذکر بڑے دلنشین انداز میں ہوا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وحور عین (اور خوبصورت کشادہ آنکھوں والی حوریں بھی۔) کامثال اللولوء المکنون. (جیسا کہ چھپائے ہوئے موتی ہوں۔) یعنی ان آیات سے واضح ہوا کہ حوران جنت کی آنکھیں کشادہ اور موٹی ہوں گی۔ جسے دیکھ کر یوں حیران ہوں گے کہ یہ آنکھیں نہیں بلکہ تہہ کئے ہوئے آبدار موتی ہیں اور یوں کئی حوران جنت کی آنکھیں بیک وقت دیکھیں گے تو موتیوں کی لڑی ہی نظر آئیں گی۔ اہل جنت حوران جنت کے ساتھ اس طرح بیٹھے ہوں گے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ متکئین علیھا متقبلین. (ان پر تکیہ لگائے ہوئے بالکل آمنے سامنے ہونگے) اور ایک دوسرے کو بڑے پیار و محبت کے ساتھ دیکھ رہے ہوں گے۔

بڑے لطف کی بات یہ بھی ہے کہ جب اہل جنت حوران جنت کے ساتھ تکیے لگائے ہاتھوں میں ہاتھ اور آنکھوں میں آنکھ ڈال رہے ہوں گے تو اس وقت خدمت گزار جنتی نوجوان اردگرد گھومتے ہوں گے ارشاد ربانی ہے: یطوفون علیھم ولدان مخلدون. (ہمیشہ ایک ہی حال میں رہنے والے نوجوان خدمت گاران کے آس پاس گھومتے ہوں گے۔) باکواب و اباریق و کاس من معین. (کوزے، آفتابے اور چشموں سے بہتی ہوئی شفاف شراب طہور کے گلاس لے کر) حوران جنت کی جسمانی کیفیت اور عمر کے اعتبار سے خاص خوبی یہ بھی ہے کہ وہ کنواریاں ہیں جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔ انا انشا نھن انشاء. (بے شک ہم نے ان حوروں کو (حسن و لطافت کی آمیزدار) مخصوص خلقت پر پیدا کیا ہے۔

فجعلنھن ابکارا (پھر ہم نے ان کو کنواریاں بنایا ہے عربا اترابا (جو خوب محبت کرنے والی ہم عمر (ازواج ہیں) یعنی کنواری سے مراد نو سال سے اٹھارہ سال تک کی ہوتی ہے۔ اور ہر لحاظ سے دونوں کفو ہی ہوتے ہیں۔

اہل ایمان اور حوران جنت سورہ نباء میں:

یوں تو اہل ایمان اور حوران جنت کا ذکر اکثر سورتوں میں مذکور ہوا ہے۔ اسی طرح آخری پارہ سورہ نباء میں بھی دونوں کا ساتھ ساتھ ذکر ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان للمتقین مفازا. (بے شک پرہیز گاروں کے لئے کامیابی ہے۔ حدائق و اعنابا. (یعنی باغات اور انگور ہیں۔ وکواعب اترابا. (اور ہم عمر (گوری رنگت والی) نوجوان کنواریاں۔) وکاسا دھاقا اور (ہاتھوں میں) شراب طہور کے چھلکتے ہوئے گلاس۔ ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ سب سے بڑی کامیابی پرہیز گاری میں ہے جو دنیا میں عبادات کے ساتھ ساتھ اپنی معاملات ہر وقت درست رکھتے ہیں معاملات کا درست رکھنا

باقی صفحہ نمبر 16 پر

ایمانیات

کبیرہ گناہیں

حافظ محمد انور بلغاری

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے لئے ہر مہینہ مستقل طور پر مضامین لکھنے کا ارادہ کافی عرصے سے تھا مگر بوجوہ اس ارادے کو بروقت عملی جامہ نہ پہنا سکا یہاں تک کہ ادارہ نوائے صوفیہ والوں کی طرف سے لیٹر آیا کہ مختلف دینی موضوعات پر فکر انگیز انقلاب آفریں مضامین نوائے صوفیہ کے لئے ارسال کریں۔ اس حکم کی تعمیل میں مضامین کا ایک سلسلہ " کبیرہ گناہیں " کے نام سے اس کی پہلی قسط پیش خدمت ہے۔

حضرت میر سید محمد نور بخشؒ اپنی عظیم فقہی کتاب الفقہ الاحوط باب الوقوف والصدقات میں کامل مومن کے دائرے کے بارے میں فرماتے ہیں: ولو وقف علی المومنین انصرف الی الذین اجتنبو الکبائر. (الفقہ الاحوط صفحہ ۲۶۹) ترجمہ: اگر کوئی شخص مومنوں کے لئے وقف کرے تو وہ وقف گناہ ہائے کبیرہ سے بچنے والوں کی طرف پھیرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی روشنی میں حقیقی مومن وہ ہے جو تمام کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچا کر زندگی گزارے۔ اس سے بڑے گناہوں سے بچنے کی اہمیت بالکل واضح اور روشن ہے۔ اب کبیرہ گناہ کیا ہیں۔ کون کون سے ہیں۔ قرآن وسنت میں ان کی تفصیلات کیا ہیں۔ ان سے کیسے بچا جائے۔ سلسلۃ الذہب کے اولیائے کرام کی تعلیمات اس سلسلے میں کیا ہیں۔ ان کے بارے میں تفصیلات مضامین اس سلسلے میں بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ زیادہ تر مسائل واحکام مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط سے اخذ کرنے کی کوشش کروں گا۔

کبیرہ گناہ کی تعریف:

کبیرہ گناہ وہ گناہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں منع فرمایا اور بزرگان دین کے اقوال میں بھی ان کی ممانعت آئی ہو۔

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اپنی تصنیف "مراۃ التائبین" میں کبیرہ گناہوں کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ " کبیرہ گناہ کا اطلاق ایسے گناہوں پر ہوتا ہے جن کی سزا انبیاء علیہم اسلام کے ذریعے جہنم کی آگ قرار دی گئی ہو۔ ہاں اس کا اطلاق ایسے گناہوں پر بھی ہوسکتا ہے جن کے ارتکاب پر شرعی حد مرتب ہوتی ہے نیز اس کا اطلاق ایسے گناہ پر بھی ہوسکتا ہے جن کے ارتکاب کی ممانعت کتاب وسنت کے نص میں موجود ہو۔ (صفحہ۵۷)

قرآن مجید میں کبیرہ گناہوں کا ذکر:

قرآن مجید میں کئی جگہوں پر کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ان تجتنبوا کبٰرما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلا کریما. (النساء۳۱) ترجمہ: اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جس سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمھارے صغیرہ گناہ مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والے مقام میں داخل کریں گے۔ اس آیت کریمہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں سے بچنے والوں کے لئے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دی ہے نیز ارشاد خداوندی ہے: والذین یجتنبون کبائرالاثم والفواحش واذا ما غضبو ھم یغفرون. (الشوریٰ۳۷) ترجمہ: اور وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے اور جب غصہ آئے تو معاف کردیتے ہیں۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الذین یجتنبون کبٰئرالاثم ولفواحش الا اللمم. ان ربک واسع المغفرہ. (سورہ النجم:۳۲) ترجمہ: وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے۔ بے شک تمہارے رب کی رحمت وسیع ہے۔

صغیرہ گناہ اور اس کے احکام:

شاہ ہمدانؒ کے نزدیک " نوعیت کے لحاظ سے گناہوں کی دو قسمیں ہیں۔ اول گناہ صغیرہ دوم گناہ کبیرہ۔ بعض لوگوں نے گناہ صغیرہ

کا انکار کیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ہر امر حق کی مخالفت گناہ کبیرہ ہے کوئی صغیرہ نہیں مگر کتاب و سنت گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ دونوں کی موجودگی پر شاھد ہیں" (مراۃ التائبین صفحہ۵۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز (قرآن پاک) میں کبیرہ گناہوں اور حرام کاموں سے بچنے والوں کو صغیرہ گناہوں کے مٹانے کی ضمانت دی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ان تجتنبو کبائر ما تنھون عنہ نکفرعنکم سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما. (سورۃ النساء:۳۱) ترجمہ: اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے صغیرہ گناہ مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والے مقام میں داخل کر دیں گے۔ اور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ الصلوات الخمسین والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی رمضان مکفرات لمابینھن اذا اجتنبت الکبائر. (الحدیث) ترجمہ: پانچ نمازوں اور جمعۃ المبارک دوسرے جمعۃ المبارک تک رمضان المبارک دوسرے رمضان تک درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے جب کہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ اسی طرح اسے جن احادیث و روایات میں کسی عمل کے بارے میں ذکر ہو کہ فلاں عمل کے کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے تو وہ درحقیقت گناہ ہائے صغیرہ ہوتے ہیں کبیرہ گناہ ہرگز نہیں۔ کم علم اور واعظین حضرات منبروں پر چڑھ کر کم علمی کی وجہ سے جب اس قسم کی احادیث بیان کرتے ہیں اور حقیقت سے لوگوں کو آگاہ نہیں کرتے ہیں تو لوگ بے عملی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اسلامی معاشرے میں گناہوں کا تناسب بڑھ جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گناہ کبیرہ سے اجتناب گناہ صغیرہ کا کفارہ ہے۔ اس کی توضیح میں شاہ ھمدانؒ فرماتے ہیں۔ " جان لو کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب قدرت و ارادت کے ہوتے ہوئے اجتناب کرے مثلاً کسی غیر مرد کو اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور تنہائی میسر آ جائے بغیر کسی رکاوٹ کے جنسی رابطہ قائم کرنے کا موقع ملے تاہم وہ زبردست کوشش سے نفس (شہوت) کا لگام موڑے پہلے جو جو شہوانی نظر بازی اور چھیڑ چھاڑ کی ہے معاملہ اس سے آگے نہ بڑھنے دے تو اس کوشش کا نور گناہ کی تاریکی کو اس کے دل سے صاف کرے گا جو شہوت کے ساتھ دیکھنے اور چھیڑ چھاڑ کرنے سے اس کے آئینہ دل پر بیٹھ گئی تھی یعنی یہ کوشش ہی اس کے ساتھ گناہ کا کفارہ بن جائے گی اگر وہ نامردی کی وجہ سے باز رہا یا مجبوری، رکاوٹ اور خوف کی وجہ سے باز رہا تو یہ اس کی گناہوں کے کفارے کے لائق نہیں بن سکتا۔" (مراۃ التائبین:۶۶)

گناہ صغیرہ بار بار کرتے رہنے سے کبیرہ بن جاتا ہے۔ اس طرح مباح پر بار بار عمل کرنے سے صغیرہ بن جاتا ہے۔ مثلاً گانا، ڈھول بجانا، طنز و مزاح کرنا اور دیگر لہو لعب میں مشغول رہنا وغیرہ۔

رسول اللہؐ نے فرمایا۔ ان الرجل یتکلم بکلمۃ لا یرید بھا وجہ اللہ یھوی بھا سبلین خریفا. (الحدیث) ترجمہ: آدمی بولتا رہتا ہے مگر اس سے وہ رضائے حق نہیں چاہتا جس کی پاداش میں وہ ستر سال دوزخ میں جائے گا۔ (مراۃ التائبین صفحہ۶۶)

گناہ صغیرہ بار بار کیا جائے اور درمیان میں توبہ بھی نہ ہو تو اس تکرار کے باعث وہ بھی کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ترجمہ: جس گناہ پر بندہ اصرار کرے، وہ کبیرہ گناہ ہے اور جب بندہ کسی گناہ پر توبہ کرے تو وہ کبیرہ گناہ نہیں۔ (تفسیر روح المعانی)

ارشاد خداوندی ہے۔ عفا اللہ عما سلف ومن عاد فینتقم اللہ منہ . واللہ عزیز ذو نتقام. (المائدہ ۹۵) ترجمہ: جو ہو چکا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا اور جس نے دوبارہ یہ کام کیا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اصرار پہ وعید فرمائی ہے اور وہ وعید گناہ کبیرہ پر ہوئی ہے۔ گناہ صغیرہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کی ادائیگی سے معاف ہو جاتے ہیں اور یہ عبادت ان گناہوں کے لئے کفارہ بن جاتی ہے۔ اگرچہ ان گناہوں سے بھی توبہ کرنی چاہئے۔

(جاری ہے۔۔۔۔)

مآخذ مضمون:

۱۔ قرآن مجید ۲۔ احادیث نبویؐ ۳۔ ذخیرۃ الملوک از سید علی ھمدانیؒ ۴۔ مراۃ التائبین از سید علی ھمدانیؒ

۵۔ مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط از میر سید محمد نوربخشؒ

۶۔ قوت القلوب از حضرت ابو طالب مکیؒ

۷۔ العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ از علاؤ الدولہ سمنانیؒ

۸۔ کتاب الکبائر از علامہ شمس الدین ذھبیؒ

۹۔ گناہان کبیرہ از آیت اللہ دستغیبؒ

سفرنامہ

از بلتستان تا همدان

غلام حسن حسنو، ایم اے

ہم بچپن سے ہی ایران جانے کا شوق دل میں پال رکھتے تھے تعلیم سے فراغت کے بعد جب مسلک نوربخشیہ کے بزرگوں کی کتابوں اور علمی آثار سے دلچسپی بڑھی اور ان آثار کی تلاش شروع کی۔ میں نے اکثر کتابوں کو ایرانیوں کی زبان فارسی میں پایا۔ چنانچہ تحقیقات فارسی اسلام آباد اور خانۂ فرہنگ ایران راولپنڈی آنے جانے لگا اور وہیں کام کرنے والے مشہور نسخہ شناس احمد منزوی اور کتاب شناس شاعر محمد حسین تسبیحی اور ادارے کے یکے بعد دیگرے آنے والے ڈائریکٹروں سے ملنے اور کام کرنے کا مجھے موقع ملا تو ان ایرانیوں کے خلوص اور حب الوطنی پر مبنی رویے اور ہمارے ساتھ مشفقانہ برتاؤ نے ہمارے بچپن کے شوق کو اور بھی مہمیز دی لیکن ایران جانے کی کوئی صورت نہیں بنی تھی۔

۲۰۱۴ میں ۵ جون کو امام خمینی کی پچیسویں برسی کے حوالے سے ایران میں بہت بڑا اور عظیم الشان اجتماع کا پروگرام رکھا گیا تھا چنانچہ ہم نے اپنے دوستوں سے اس موقع پر ایران جانے کی کوئی سبیل نکالنے کی استدعا کی۔ رائیزن فرہنگی اسلامی جمہوری ایران کے ایک آفیسر ڈاکٹر علی ابوتراب کی کوششوں سے ہمارے لئے اس تقریب میں شرکت یقینی ہوگئی۔ چنانچہ ہم ۲۵ مئی کو خپلو سے نکلے اور ۲۹ مئی کو ایران ایئر کے ذریعے کراچی سے تہران جا پہنچے۔ ۲۹ مئی سے ۲ جون تک ہم حکومت ایران کے مہمان کی حیثیت سے تہران میں مقیم رہے۔ مختلف کانفرنسوں، سیمیناروں و سمپوزیموں میں شرکت کرتے رہے اسی دوران ہم میہان ایئر کے ذریعے تہران سے مشہد جا کر امام الجن والانس حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضۂ اطہر کی زیارت سے سرفراز ہوئے۔ ایران کے صدر حسن روحانی سے ایوان صدر جا کر ملاقات کی۔

۵ جون کو امام خمینی کے مزار پر اس سلسلے میں منعقدہ سب سے بڑی تقریب میں شرکت کی اور ایرانی لیڈروں کا خطاب سنا اور عالمی استکباروں بالخصوص امریکہ، روس، اسرائیل سے متعلق ایرانی عوام وخواص کی نفرت، حقارت اور ان کے استحصالی رویوں سے برأت کے مظاہروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، امریکہ اور اسرائیل کے خلاف ایرانی عوام کے غیض وغضب کے اظہار کو بھی ملاحظہ کیا۔

ہم نے کئی تقریبات میں سٹیج پر امریکی، روسی اور مغربی ملکوں کے پروفیسروں کو ایرانی موقف پر تقریریں کرتے دیکھا اور ساتھ ہی حاضرین کی جانب سے بار بار مرگ بر امریکہ یعنی امریکہ مردہ باد مرگ بر شیطان بزرگ، مرگ بر شوروی، مرگ بر اسرائیل کے پر زور نعرے لگتے دیکھا۔ ایرانی امریکہ کو شیطان بزرگ کے نام سے پکارتے ہیں جبکہ اپنے ملک میں امریکی معمولی اہلکاروں کے لیے بڑے بڑے عہدیداروں کو پروٹوکول دیتے، ان کے سامنے بچھتے اور بھیگی بلی بنے دیکھا۔ یہی تو آزاد اور نیم آزاد قوموں کا فرق ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہم 1947ء میں آزاد ہو کر ساٹھ سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود اشرافیہ کے ہاتھوں اسیر ہیں۔ یہ اشرافیہ سول و ملٹری بیوروکریٹ، سیاستدان، علماء اور پیران حرم پر مشتمل ہے جنہوں نے اپنے ذاتی مفادات کے لیے پوری قوم کی آزادی، حریت کو امریکیوں کے پاس گروی رکھا ہوا ہے اور وہ اس غلامی اور رسوائی کے عوض چند ڈالروں کی خیرات لیتے ہیں۔

ہمارے کاروان میں 9 بلتی افراد شامل تھے جن میں مشہور شاعر احسان علی دانش سرمیکی، راقم اور شیخ علی ابوتراب تین مرد اور چھ خواتین شامل تھیں۔ شیخ صاحب میر کاروان تھا۔ امام خمینی کی برسی کی

تقریبات کے اختتام پر ہم نے شیخ صاحب سے گزارش کی کہ اب تک ہم مشہد میں امام علی رضاؑ ، قم میں حضرت معصومہ، تہران میں شاہ عبدالعظیم، سولقان میں میر سید محمد نوربخشؒ اور امام زادہ داؤود کے علاوہ دوسرے کئی امامزادوں کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اب ہم ھمدان جانا چاہتے ہیں جہاں ہمارے علاقے کے سب سے عظیم محسن میر سید علی ھمدانیؒ کے آثار کی زیارت کریں گے۔ لہٰذا کوئی بندوبست کریں۔

شیخ صاحب نے نہ صرف ہماری خواہشات کو سراہا بلکہ ھمدان جانے کے لیے باقاعدہ پلاننگ کی اور وہاں لے کر جانے کا مژدہ بھی سنایا۔ انہوں نے ھمدان ہی کے ایک سپوت محمد علی دلگرم نامی ایک شخص کو فون کر کے ہمارے خواہشات ان کو پہنچائیں۔ انہوں نے بھی ہمارے شوق کو پذیرائی بخشتے ہوئے اگلے دن صبح بذریعہ بس ھمدان پہنچنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ اگلے دن ہم تین مرد اور تین عورتوں پر مشتمل قافلہ قم سے ھمدان روانہ ہوا۔

محمد علی دلگرم صاحب بس اڈے پر ہمارے منتظر تھے انہوں نے ہمیں گاڑیوں میں بٹھایا اور ھمدان کی صاف و شفاف سڑکوں بازاروں سے گزرتے ہوئے اپنے گھر پہنچایا۔

محمد علی دلگرم صاحب ایک نہایت محبّ الوطن ، دیندار اور جراٗتمند ایرانی ہیں اور پاکستان کے زبردست حامی بھی ہیں۔ ایران عراق جنگ کے دوران محاذ جنگ پر 8 سال تک خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ جہاد سازندگی کے تحت محاذ جنگ کی طرف انفراسٹرکچر کی تعمیر میں انہوں نے مرکزی کردار ادا کیا ہے اور اس وقت بھی وہ جہاد سازندگی کے محکمے میں ایک اعلیٰ پوسٹ پر کام کر رہے ہیں ، راستوں کی تعمیر، بنجر زمینوں کو کھیتوں و باغات میں تبدیل کرنا ، کھیتوں کو پانی کی فراہمی کے لیے کھالیں تعمیر کرنا ، بڑے بڑے حوض بنا کر زرعی زمینوں کی سیرابی کا بندوبست کرنا اور پل بنانا انہی کا کام ہے۔

محمد علی دلگرم صاحب نے گھر پہنچتے ہی سب سے پہلے ہمیں نماز باجماعت پڑھائی پھر پرتکلف کھانا کھلایا پھر تھوڑی دیر آرام کرانے کے بعد ہمیں ھمدان دکھانے لے گئے۔ ھمدان کے مشہور رباعی نویس شاعر بابا طاہر عریان، اور طبی و فلسفی دنیا میں مشہور ترین شخصیت بوعلی سینا کے مزارات ، میوزیم اور یادگار ہمیں دکھائے پھر انہوں نے ہمیں دو ایسی عمارتوں کا دورہ کرایا جن کا مسلک نوربخشیہ سے براہ راست تعلق ہے۔

حال ہی میں ھمدان میں مجمع فرہنگی عین القضاۃ ھمدانی کے نام سے ایک ادارے کی عمارت مکمل ہوئی ہے جو ایک بہت بڑے کمپلکس پر مشتمل ہے۔ اسے عین القضاۃ ھمدانی المعروف بہ میانجی سے منسوب کیا گیا ہے۔ عین القضاۃ ھمدانی ھمدان ہی کے ایک سپوت تھے جو حضرت شیخ احمد غزالیؒ کے برجستہ ترین شاگرد اور مرید تھے۔ گو عین القضاۃ سلسلۂ نوربخشیہ کے مشائخ کے زمرے میں نہیں زنجیرۂ طریقت میں ان کا نام نہیں آتا لیکن وہ احمد غزالیؒ کے ہونہار شاگرد اور مرید ہیں اور کئی کتب و رسائل کے مؤلف ہیں۔

گو یہ کمپلکس حال ہی میں مکمل ہوا ہے اس لئے ابھی عین القضاۃ اور امام احمد غزالیؒ کی کتابیں ابھی اس سنٹر میں نہیں۔ مستقبل قریب میں اس حوالے سے زبردست پیشرفت کا یقین ہے۔ کمپلکس کے منتظمین کا ارادہ مستقبل قریب میں ایک عظیم الشان تحقیقاتی اور فرہنگی ادارے کا قیام ہے اسی طرح سلسلۂ ھمدانیہ نوربخشیہ کے بارے میں یہاں بہت تحقیقی کام کی توقع ہے۔

دوسری عمارت گنبد علویاں ہے یہ عمارت ھمدان کی ایک اہم اور قدیم ترین عمارت ہے جس کی تعمیر میر سید علی ھمدانیؒ کی ولادت 713ء سے پہلے ہوئی ہے لیکن اس عمارت کو حضرت امیر کبیر کی زندگی سے خاص تعلق ہے۔

گنبد علویاں اس وقت ایک مسجد پر مبنی بہت بڑی عمارت ہے یہ مسجد ایک بڑے ہال اور تہہ خانے پر مشتمل ہے لیکن فی الحال یہاں کوئی نماز نہیں ہوتی۔ جب ہم گئے تو محراب میں ایک پتھر کا سلیب پڑا تھا جس کو ہٹانے پر محراب سے نیچے سیڑھیاں تھیں جب سیڑھی سے نیچے اتر جائیں تو عمارت کے چاروں کونوں پر مستطیل شکل کے روزن دکھائی

دیتے ہیں جن سے اندر ہوا اور روشنی آتی ہے۔ یہ روزن موٹی دیوار میں کھلتے ہیں باہر سے دکھائی نہیں دیتے۔ عمارت کا فرش اینٹوں سے بنایا گیا ہے دلگرم صاحب نے کسی کو نیچے جھک جانے اور چلتے پانی کی آواز سننے کی آفر کی میری سماعت کا حدود اربعہ ان کو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا شیخ صاحب اپنی توند سمیت جھک جانے سے قاصر تھے باقی خواتین تھیں چنانچہ قرعۂ فال احسان بھائی کے نام نکلا وہ فرش پر لیٹ گیا اور فوراً اٹھ کھڑا ہوا کہتا تھا کہ ایسا لگتا ہے کہ ہم ملکھوک کے آبشار پر ہیں فرش ہل رہی تھی ڈر گیا کہ کہیں سیلاب میں بہہ نہ جائیں اس لئے اٹھ کھڑا ہوا ہوں دلگرم صاحب نے بتایا کہ نیچے پانی بہہ رہا ہے۔ یہاں سے ایک زمین دوز راستہ مغربی سمت جاتا تھا جو حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کے گھر تک جاتا تھا اس زمین دوز راستے کے ذریعے نہ صرف ریاضت کرنے والے لوگوں کی نظروں سے بچ کر مسجد پہنچ جاتے بلکہ وہاں خوراک بھی پہنچائی جاتی تھی۔

سوانح نگاروں کے مطابق حضرت شاہ ہمدانؒ بچپن میں یہیں ریاضت کیا کرتے تھے۔ صرف کھانے کی اشیاء ساتھ لے جاتے اور کئی کئی روز اس میں قیام کرتے تھے۔ شیخ علاؤالدولہ سمنانی کی ہدایت کے تحت شیخ علی دوستی سمنانی اور شیخ محمود مزدقانی کی خدمت میں باریاب ہونے اور انہی کی زیر قیادت ریاضت و مجاہدہ کرنے سے پہلے آپ یہیں ریاضت کرتے تھے۔

یہ بھی نیرنگئ زمانہ ہے حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت علیؑ کے باقی 16 بیٹے بھی مدینہ منورہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ استبداد زمانہ کی چیرہ دستی دیکھئے۔ آج مدینہ منورہ سادات علوی سے خالی ہے وہاں امام حسنین کریمین کی کوئی اولاد نہیں شاہ ہمدان کو ان کے والد حضرت سید شرف الدین موسوی جو ہمدان کے گورنر تھے، اپنے ڈھب پر آداب حکمرانی سکھانا چاہتے تھے لیکن میر سید علی ہمدانی کو دنیا اور تعلقات دنیا سے کوئی دلچسپی نہ تھی چنانچہ انہوں نے آداب حکمرانی ء ارضی کے بجائے آداب حکمرائی قلبی کی جانب توجہ دی۔ بعد میں ہمدان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا اور ختلان کو اپنا مرکز بنالیا جہاں زمین خرید کر خانقاہ قائم کی اور اسی مرکز سے اپنی تحریک ''تحریک ہمدانیہ کبرویہ'' چلائی۔ اس تحریک کے نتیجے میں کشمیر، بلتستان اور ماوراءالنہر جس میں چین اور سنٹرل ایشیاء کے کئی ممالک شامل ہیں، کو حلقۂ بگوش اسلام فرمایا۔ آخرالامر آپ وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کی دو اولاد تھی۔ میر سید محمد ہمدانی اور حضرت فاطمہ، سید محمد ہمدانی ختلان ہی میں مقیم رہے بعد میں 17 سال کشمیر میں گزارے آخری عمر میں ختلان منتقل ہوئے وہیں فوت ہوئے۔ والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ شاہ ہمدان کی بیٹی حضرت فاطمہ کی شادی خواجہ اسحاق ختلانی سے ہوئی تھی 826ھ میں دونوں بیٹے اور اگلے سال خواجہ اسحاق خاندان تیمور کے ظلم و بربریت کا نشانہ بن کر شہید ہوئے۔ حضرت فاطمہ نے بھی ختلان ہی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئیں۔ آج کل شاہ ہمدان کی اولاد پاکستان اور ہندوستان میں بکثرت موجود ہیں لیکن ہمدان تو کیا پورے ایران میں آپ کی کوئی اولاد نہیں۔

شاہ ہمدانی نے ہمدان کو جو الوداع کہا تھا پھر بعد میں وہاں جانے کا کوئی ذکر تاریخوں میں موجود نہیں۔ ختلان اور اس کے گردو نواح سے آپ نے 12 بار حج بیت اللہ کا سفر کیا تھا۔ ان دنوں موجودہ سنٹرل ایشیاء سے سفر حج کے راستے ہمدان اور اس کے گردونواح سے گزرتے تھے۔ گمان غالب یہ ہے کہ ان سفر سعادت کے دوران آپ کا ہمدان سے گزر ضرور ہوا ہوگا اور آمدورفت کے دوران چند دن وہاں ضرور ٹھہرے ہوں گے۔

آج شاہ ہمدان اور ان کے آباؤ واجداد کی یادگار گنبد علویاں بالکل محفوظ حالت میں موجود ہے اس تاریخی عمارت کو محکمہ آثار قدیمہ نے اپنی تحویل میں لے رکھا ہے۔ اس کی بحالی اور تزئین و آرائش کا پروگرام زیر ترتیب ہے۔ شاہ ہمدانؒ کا آبائی گھر ایران عراق جنگ کے دوران عراقی سکڈ میزائل گرنے سے تباہ ہو چکا ہے اور اس وقت تعمیر نو کے لیے اس کا ڈھانچہ بنایا گیا ہے۔ زلزلہ پروف عمارت کی انسٹالیشن ابھی باقی ہے۔ واضح رہے کہ ایران زیادہ زلزلہ والے زون میں واقع

باقی صفحہ نمبر 32 پر

سفرنامہ

تلاش کتب کے سفر کی روداد

محمد یعقوب براھوی

یوں تو ہر نوربخشی نوجوان فطری طور پر دینی خدمت کے جذبے سے سرشار ہوتا ہے۔ اکثر نوجوان حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف دینی و علاقائی تنظیموں سے وابستہ ہو کر دین حقہ کی تعمیر و ترقی کے لیے بغیر کسی لالچ کے اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ مگر کچھ نوجوان تعلیم سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد عملی زندگی شروع کرتے ہی دینی جذبہ اور خدمات کا جوا اتار کر پھینک کر دیتے ہیں اور دنیا اور اس کی رنگینیوں میں اس قدر غرق ہو جاتے ہیں کہ انہیں یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ وہ بھی کسی دین کا حصہ ہیں اور اس پر بھی دین سے متعلق کچھ فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اگر کبھی انہیں جوانی کی وہ بھولی بسری باتیں جن میں وہ دین حقہ کی تعمیر و ترقی میں سرگرم کارکن کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، یاد آ بھی جائیں وہ اب ان باتوں کو جوانی کی حماقت قرار دے کر پھر پیسے کمانے، عہدے سے جلد ترقی پانے کی دوڑ میں لگ جاتے ہیں۔ عملی زندگی شروع کرتے ہی ان کی جوانی کا دینی جوش وولولہ سست پڑ جاتا ہے تاہم وہ حسب توفیق کچھ کچھ دینی خدمات بھی سرانجام دیتے ہیں مگر دینی جذبات سے سرشار کچھ نوجوان حصول تعلیم کے بعد بھی خواہ وہ کتنا ہی مالدار اور بارسوخ ہو جائے یا کتنے ہی بڑے عہدے پر فائز کیوں نہ ہوں، دینی خدمات کو اپنا فریضہ اور ذمہ داری سمجھتے ہیں۔

دینی خدمت کی پہلی انگڑائی:

ہم جن دنوں کراچی میں حصول تعلیم کے سلسلے میں مقیم تھے این وائی ایف پاکستان کی سرگرمیاں دیکھ کر مجھ میں بھی دینی خدمت کا جذبہ بیدار ہوا جس کا ذکر میں نے مولانا غلام حسین سیف اللہ سے کیا۔

مولانا صاحب ایک دن مجھے این وائی ایف کے دفتر میں لے گئے جہاں پر اُس وقت کے لائبریرین عبدالرحمٰن کھلوی اور صدر اسحاق شاکر موجود تھے۔ مولانا نے میرا تعارف کرایا۔ وہیں پر این وائی ایف کا ممبر شپ فارم بھرا۔ یوں میں فیڈریشن کے کارکن کی حیثیت سے جب تک کراچی میں قیام پذیر رہا اپنی ذمہ داری بخوبی نبھانے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر بسلسلۂ تعلیم لاہور منتقل ہوا، وہاں سید اکبر علی کاظمی کے زیر نگرانی این وائی ایف پنجاب یونٹ بہت فعال تھا۔ مگر بدقسمتی سے دنیائے شوق و مستی میں مجھے این وائی ایف پنجاب یونٹ کے ساتھ کام کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔

بیرون ملک خصوصاً مغربی ممالک کے رہن سہن سے میں اس قدر متاثر تھا کہ وہاں جانے کا شوق جنون بن گیا۔ یوں آخر کار اللہ نے میری سُنی اور سویڈن کی ایک یونیورسٹی میں ماسٹر پروگرام میں داخلہ ملا۔ اگست ۲۰۰۵ کو میں سویڈن روانہ ہوا۔ ایک سال بعد میں مادی دنیا کے حصول میں اس قدر مصروف ہو گیا تھا کہ مجھے خود یاد بھی نہیں رہا کہ میں بھی ایک نوربخشی فرد ہوں اور بحیثیت نوربخشی مجھ پر بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ یوں دنیائے شوق و مستی میں آٹھ نو سال بیت گئے۔

قلمی نسخوں کی تلاش کے وجوہات:

پھر ایک دن مجھے یہ احساس ہوا اور میں اپنے آپ سے باتیں کرنے لگا کہ یعقوب تم تو ایک نوربخشی ہو اور کبھی تم اس کا ایک سرگرم کارکن بھی ہوا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ پھر سوچا کہ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس دین کے لیے، میں تو گوروں کے دیس میں رہتا

ہوں۔ خیر اس دوران پاکستان سے واپسی پر بواحسو اور مولانا علی محمد ہادی کی ترجمہ کردہ کچھ کتب ساتھ لایا تھا۔ انہیں پڑھ کر بہت خوشی بھی ہوئی۔ ساتھ ساتھ کتب کے bibliography دیکھ کر دُکھ بھی ہوا۔ کیونکہ ان کتابوں میں مترجم کی بے بسی اور لاچارگی نمایاں تھی۔ میں نے سوچا جہاں جہاں مترجم نے کتاب کے اصل قلمی نسخوں کا ذکر کیا ہے اُس میں کاش یہ بھی لکھ لیتے کہ اصل نسخے دنیا کے کن کتب خانوں میں محفوظ ہیں؟ مگر کیا ہم نے نسخوں کی کاپی حاصل کر رکھی ہیں؟ پھر یہیں سے مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ میں ان قلمی نسخوں کو حاصل کروں؟ سو میں نے ہمارے قلمی نسخوں کی تلاش کا آغاز کیا۔ شروع میں بواحسو، علامہ ہادی اور ناجی صاحب کی کتابوں میں موجود bibliography سے مدد لی اور ساتھ ہی ان اہل علم صاحبان سے وقتاً فوقتاً فون پر راہنمائی لیتا رہا۔ یوں خاموشی سے اپنی تلاش جاری رکھی۔

شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف کا قیام:

میرا پروگرام یہ تھا کہ جب بہت سارے نسخے جمع ہو جائیں گے تو شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف (جس کی بنیاد میں نے رکھی ہے۔) کے پلیٹ فارم سے انہیں منظر عام پر لائیں گے تاکہ ادارے کی ساکھ مضبوط ہو جائے۔ ایک دن کچھ رہنمائی حاصل کرنے کے سلسلے میں ناجی صاحب کو فون کیا۔ دعا و سلام کے بعد ناجی صاحب نے اسلام آباد میں ریسرچ سنٹر کے قیام اور بیرونی ملکوں میں موجود قلمی نسخوں کو حاصل کرنے کے بارے میں ایک ریسرچ ٹیم بنانے کا ذکر کیا۔ تو میں نے بھی اپنی اب تک کی گئی کاوشوں کا ذکر کیا تو انہوں نے پرجوش انداز میں میری حوصلہ افزائی کی۔ اگلے دن اُنہوں نے skype کے ذریعے مجھے کال کیا تو دیکھا وہاں ناجی صاحب نے بہت سارے مخلص کارکنوں مثلاً محترم حسن شگری، غلام رسول کریمی اور علی احمد قمر وغیرہ کو میری ان جمع شدہ نسخوں کو دیکھنے کے لیے اکٹھا کیا تھا۔ خیر میں نے جب کچھ نسخے انہیں دکھائے تو وہ بہت جذباتی ہوگئے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ جس منصوبے کے بارے میں ہم سوچ رہے تھے اُس کا آدھا کام ہو چکا ہے۔ اب صرف ریسرچ سنٹر بنانے کا کام باقی ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا ٹھیک ہے اگر آپ لوگوں کا ریسرچ سنٹر بنانے کا پروگرام ہے تو میں ان تمام نسخوں کو وہیں منتقل کرتا ہوں۔ آپ لوگ اس پر کام کریں۔ کیونکہ میرا مقصد دین کی ترقی و ترویج اور بزرگان نوربخشیہ کے تعلیمات کی اشاعت ہے۔ مگر ایک شرط ہے کہ ان نسخوں کو جب تک ان کا ترجمہ و تدوین کا کام مکمل نہ ہو کسی کو کاپی کر کے دینے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ میں نے کچھ نسخے پاکستان منتقل کیے۔ اب ایک سال گزر چکا ہے۔ اسلام آباد میں ریسرچ سنٹر بنا ہے نہ ہی کسی ایک نسخے کا ترجمہ ہوا ہے اور نہ کسی کی تدوین کا کام۔ پہلے یہ نسخے یورپ اور امریکہ کے کتابخانوں کی زینت بنے ہوئے تھے۔ اب لوگوں نے کاپیاں کر کے اپنے اپنے کمپیوٹروں کی زینت بنالئے ہیں اور کچھ نسخوں کو جن لوگوں نے کاپی کی تھی، وہ کمپیوٹرز وائرس کی نذر ہو چکے ہیں۔ یوں میرا پروگرام چکنا چور ہو کر رہ گیا ہے۔ جن نسخوں کو شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف کے پلیٹ فارم سے منظر عام پر لانا تھا وہ راولپنڈی میں شاہ ہمدان پرنٹنگ پریس کے افتتاح کے موقع پر تمام مقررین نے فرد واحد کی کارکردگی کے طور پر پیش کیا۔ میری خوب تشہیر ہوئی۔ ان دستیاب نسخوں کے ترجمہ و تدوین کے لیے کوئی کمیٹی بنا کر کام کرنے کی بجائے پچھلے ایک سال سے اعتکاف کی اختتامی جلسہ ہو یا کوئی اور دینی تقریب ہر جگہ سب میری تشہیر کر رہے ہیں، خدا کے لیے فرد واحد کی تشہیر کا یہ سلسلہ بند کریں اور ترجمہ و تدوین کے بارے میں بھی سوچیں۔

قلمی نسخوں کے حصول کے لئے لندن کا سفر:

ایک دن ناجی صاحب نے اسلام آباد میں مقیم ایک شخص کے ہاں موجود شاہ ہمدان کی قلمی نسخوں کا ذکر کیا جو موصوف نے برٹش میوزیم لندن سے حاصل کیا تھا۔ ناجی صاحب کا کہنا تھا کہ موصوف نے شروع میں ان نسخوں کی کاپی دینے کا عندیہ دیا پھر بھاری قیمت کا ذکر کیا۔ خیر ناجی صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ یہ نسخے کسی طرح بھی حاصل کرنا چاہیے۔ میں نے انہیں کہا ان سے متعلق بواحسو صاحب نے بھی بار ہا کہا ہے۔ انشاء اللہ ہم بہت جلد ان نسخوں کو حاصل کریں

گے۔اسی دوران نوائے صوفیہ میں یورپ میں شاہ ہمدان کے مخطوطات کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا جسے بواسمو کی بیٹی نے لکھا تھا۔ اس کی اشاعت نے میرے شوق کو مہمیز دی۔

ایک دن میں نے لندن کا ٹکٹ لیا اور راجی صاحب کو فون کر کے برٹش میوزیم لندن جانے کے پروگرام سے آگاہ کیا۔انہوں نے اور حسن شگری نے وہاں موجود قلمی نسخوں کے حوالہ جات مہیا کیے۔ میں نے وہاں سے نسخے حاصل کرنے کے تمام کاغذات مکمل کر لیا اور لندن روانہ ہوا۔ وہاں مجھے چار دن قیام کرنا تھا۔ وہ چار دن برٹش میوزیم لائبریری کو کھنگالنے کا پروگرام تھا۔ اس لیے میں نے میوزیم کے قریب ہی ایک ہوٹل میں کمرہ لیا تا کہ وقت کی بچت ہو اور لندن میں موجود کسی بھی دوست واحباب کو خبر نہ ہونے دی۔

برٹش میوزیم میں پہلا دن اور اس کے قواعد وضوابط کا گورکھ دھندہ:

میں رات کو لندن پہنچا اور صبح سویرے میوزیم پہنچا۔ وہاں پہلے سے موجود لوگوں کی لمبی قطاریں دیکھ کر میں سوچ میں پڑ گیا کہ میرے اندر جانے کی باری آتے آتے شام ہو جائے گی اور مجھے لگا کہ کسی نسخے کو دیکھنا تو دور کی بات اندر پہنچے بغیر واپس لوٹنا پڑے گا۔ میں نے قطار میں کھڑا ایک شخص سے پوچھا کہ اتنے لوگوں کو یہ کیسے manage کریں گے؟ تو وہ بولے تم پہلی بار آئے ہو یہاں؟ میں نے کہا! جی ہاں۔تو وہ بولے پانچ منٹ بعد دروازہ کھلنے والا ہے پھر دیکھنا۔واقعی یہ میرا پہلا وزٹ تھا۔ حالانکہ کچھ عرصہ قبل میں لندن میں دو سال رہ چکا تھا۔مگر اُس وقت یہاں آنے کی توفیق نہیں ہوئی تھی۔خیر پانچ منٹ بعد چار دروازے کھلے دیکھتے ہی دیکھتے وہ انسانوں کا اژدہام غائب ہو گیا۔ ہر کوئی اپنے اپنے سیکشن کو چلے گئے۔ میں نے ریسپشن پر موجود ایک شخص سے یہاں آنے کی وجہ بتائی۔اس نے بنیادی اصول وضوابط سمجھانے کے بعد ایک دفتر کی طرف بھیجا اور کہا کہ وہاں جا کر رجسٹریشن کرالو۔ پھر آپ کو دو ہفتہ بعد گھر پر لائبریری کا کارڈ بذریعہ ڈاک پہنچ جائے گا پھر دوبارہ یہاں آنا ہم آپ کو قلمی کتب والے سیکشن میں جانے کا طریقہ کار سمجھا دیں گے۔خیر لوگوں کی قطار کو دیکھ کر نا اُمید ہو گیا تھا۔ مگر پھر ایک دم یہ لوگ غائب ہوتے دیکھ کر کچھ تسلی ہوئی تھی۔اب تو یقین ہو گیا تھا کہ اس بار آنا بے کار رہا۔کیونکہ میری واپسی کا ٹکٹ چار دن بعد تھا اور وہ بھی ناقابل تبدیل ٹکٹ تھا۔خیر میں رجسٹریشن کے دفتر کی طرف چل پڑا وہاں مجھ سے پہلے دو اور آدمی آئے ہوئے تھے جو بنیادی ضروری کاغذات نامکمل ہونے کی وجہ سے واپس بھیج دیے۔ جب میری باری آئی تو وہاں ریسپشن پر موجود لڑکی نے کچھ سوالات کئے وہ میرے جواب سے مطمئن ہوئی اور ضروری کاغذات طلب کیے۔ میں نے پہلے سے تیار فائل اس کے سامنے رکھ دی۔ پھر اس نے مجھے ایک Password دیا اور کہا سامنے کمپیوٹر میں اس Password سے Login ہو جائیں اور اپنا کوائف پُر کریں۔پھر send بٹن پر کلک کریں تو ایک نمبر سکرین پر آئے گا اور اس نمبر کی باری پر پکارا جائے گا اور آپ کو ساتھ لے جائے گا۔ میں نے اپنا کوائف پُر کیا ہی تھا ایک شخص آیا اور مجھے اپنے ساتھ لے کر دوسرے آفس میں لے گیا۔ وہاں سے اس نے کہا کہ لندن میں مقیم ہونے کا کوئی ثبوت دیں۔ میں نے کہا آپ کو کیا چاہیے؟ اس نے کہا کہ یہاں کا بجلی، فون یا پانی کا بل یا شناختی کارڈ۔میرے پاس وہاں کا شناختی کارڈ موجود تھا وہ کام آیا۔

معجزوں کا ظہور:

وہاں میری تصویر لینے کے بعد کہا کہ آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ کارڈ دو ہفتہ بعد آپ کے گھر کے پتہ پر ارسال کیا جائے گا۔ میں نے کہا وہ تو ٹھیک ہے لیکن مجھے تو جلدی چاہیے۔اس نے کہا کب چاہیے؟ میں نے کہا ابھی یا آج۔وہ بہت زور سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگا کہ لوگوں کو دو ہفتہ بعد بھی بعض اوقات نہیں ملتے اور آپ کو ابھی چاہیے۔ یہ کہتے ہوئے اس نے میرے سامنے لائبریری کارڈ رکھ دیا پھر بولا تم بہت خوش قسمت ہو آج کل کرسمس کی وجہ سے ہمارے یہاں رش نہیں ورنہ تصویر لینے کے لیے جگہ تنگ ہے۔میرا کام کارڈ کو پرنٹ کرنا ہوتا ہے۔آج میرے دوسرے سب ساتھی جو فوٹو لیتے ہیں،

چھٹی پر ہیں اس وجہ سے آپ کا کام آسان ہوا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے کرسمس کی ایڈوانس مبارک دے کر مجھے مخطوطات والے مقام کا راستہ دکھایا۔ مخطوطات لائبریری کے باہر سکیورٹی چیک اپ کے بعد صرف لیپ ٹاپ، موبائل فون اور ایک پین ساتھ لے جانے کی اجازت دی۔ باقی سامان میرے جیکٹ وغیرہ سکیورٹی والوں کے ہاں ہی رکھا، اندر داخل ہوتے ہی ایک دفعہ پھر سکیورٹی چیک اپ سے گزرنا پڑا۔ وہاں پر موجود سیکورٹی والوں نے میرے لائے ہوئے سامان، جس میں لیپ ٹاپ، فون اور پین کو چیک کر کے ان چیزوں کا نام درج کیا اور مجھے جانے دیا۔ میں چند قدم آگے بڑھا ہی تھا کہ وہاں ڈیوٹی پر مامور ایک شخص نے میرے قریب آ کر میرے کان میں یہاں آنے کی وجہ اور درکار مدد سے متعلق پوچھا۔ تو میں نے یہاں آنے کی وجہ تفصیلاً بتائی۔ اس نے مجھے ایک سائیڈ پر لے جا کر یہاں کے اصول اور قواعد سے آگاہ کیا۔ جس میں سرفہرست خاموشی، کسی بھی مواد کی فوٹو گرافی کی سختی سے ممانعت، خصوصاً چیا اور قلم کو قلمی نسخوں سے کم از کم دو فٹ کے فاصلے پر رکھنا شامل تھا۔ پھر اُس نے مخطوطات کی فہرست دکھائی اور فہرست سے مطلوبہ قلمی نسخہ کے حوالہ جات کو دیکھنے کا طریقہ کار کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ قلمی نسخوں کو دیکھنے کے یہاں دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ قلمی فہرست سے مطلوبہ نسخے کے کوائف کو نوٹ کرنے کے لیے آپ کو جو کاغذ دیا ہے اُس پر لکھیں۔ یا پھر یہاں پر موجود کمپیوٹرز میں بھی وہی فہرست موجود ہے۔ تو آپ کی مرضی ہے جس طریقہ کو آپ آسان سمجھیں وہی کریں۔ مگر میرا مشورہ یہ ہے کہ کمپیوٹر کے بجائے چھاپی فہرست کو ہی دیکھ لیں کیونکہ آپ کی دلچسپی عربی اور فارسی مخطوطات میں ہے اس لئے چھاپی فہرست میں مخطوطات کے کوائف عربی اور فارسی میں بھی لکھے ہوئے ہیں۔ مگر کمپیوٹر پر سرچ کرتے ہوئے عربی اور فارسی ناموں کے ہجے میں معمولی فرق آ جائے تو آپ کو تلاش کرنے میں دقت پیش آئے گی۔ خیر یہ میرے تجربے کی بنیاد پر بتا رہا ہوں۔ پھر اُس نے مزید بتایا کہ جو آپ کو مطلوبہ نسخے کا حوالہ ملے تو آپ کو دیے گئے کاغذ پر نوٹ کر کے اپنی شناختی کارڈ اور لائبریری کارڈ کے ہمراہ ہمارے پاس لائیں پھر ہم آپ کو مطلوبہ نسخے کا مخطوطات روم کو آرڈر کریں گے۔ اس پروسس میں ستر منٹ لگیں گے۔ لہذا آپ کو آرڈر دے کر انتظار کرنا ہوگا۔ اس دوران آپ چاہیں تو آپ باقی مطلوبہ نسخے تلاش کریں یا باہر کیفے میں چائے کافی پی آئیں۔ مگر جب بھی آپ باہر جائیں گے ہر بار سکیورٹی چیک اپ سے گزرنا ہوگا یہ کہہ کر وہ چل دیا۔

میں نے سب سے پہلے ناجی صاحب کے دیے ہوئے حوالہ نمبر سے تلاش کرنا شروع کیا۔ ان نمبروں کے سیریل والے فہرست سے نہیں ملا تو میں نے کمپیوٹر پر تلاش کیا۔ پھر بھی نہ ملا تو میں نے وہیں موجود ہیلپ ڈیسک سے مدد کی درخواست کی تو اُنہوں نے کمپیوٹر پر چیک کرنے کے بعد مجھے کہا کہ اس طرح کے حوالہ نمبر کے ساتھ کچھ ایڈیشنل نمبر بھی ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے آپ کو نہیں ملا ہے۔ پھر اُس نے ایڈیشنل نمبروں والی فہرست نکال کر دی تو مجھے فوراً مطلوبہ حوالہ کے کوائف مل گئے۔ میں نے نوٹ کر کے باقی کتب تلاش کئے بغیر کاؤنٹر پر اس کا آرڈر دے دیا۔ پھر میں باقی کتب کو تلاش کرنے میں لگ گیا۔ مگر نسخہ دیکھنے کا شوق ذہن میں بار بار گھومتا رہا۔ جس کی وجہ سے باقی نسخوں کو تلاش کرنے کی جانب توجہ مبذول نہیں ہو رہی تھی۔ ٹائم دیکھا تو ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا سوچا کہ باہر کیفے جا کر چائے کافی پی آتا ہوں۔ اتنے میں کچھ وقت پاس ہو جائے گا۔ میں اندر سکیورٹی چیک اپ کے بعد کیفے جا کر بیٹھ گیا اور کافی کے ساتھ ساتھ سکائپ پر گھر والوں سے خیر خیریت دریافت کی اور کچھ دوست احباب فیس بک پر آن لائن تھے، ان سے گپ شپ ہوئی۔ بمشکل پچپن منٹ گزر گئے اور میں مخطوطات روم میں پہنچا تو ستر منٹ گزر چکے تھے۔ میں کاؤنٹر پر گیا اور اپنے آرڈر کا پوچھا تو میرا آرڈر پہنچ چکا تھا۔ خاتون نے اس نسخہ سے متعلق ایک عہد نامہ پر میرا دستخط لیا اور نسخہ مجھے دیتے ہوئے ایک مخصوص جگہ جو صرف قلمی نسخوں کو دیکھنے کے لیے مخصوص تھی، بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ پہلا قلمی نسخہ میرے ہاتھ آیا تو اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکا اور بقول اقبال

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

میں قلمی نسخہ لے کر اس جگہ بیٹھ گیا اور بہت بڑی حسرت سے دیکھنے لگا۔ یہ نسخہ دراصل شاہ ھمدان کی کتب کا ایک مجموعہ ہے جس میں شاہ ھمدان کے دیگر تصنیفات کے ساتھ ساتھ احادیث کی مشہور کتاب روضۃ الفردوس بھی شامل ہے۔ اس کتاب میں تقریباً ۱۹۴۵ احادیث موجود ہیں۔ یاد رہے کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا شکور علی انور کر رہے ہیں۔ نسخہ خط نستعلیق میں لکھا ہوا تھا۔ اگرچہ نسخہ کے باہر ایک انگریز نے کشمیر سے لا کر برٹش لائبریری کو وقف کرنے کا ذکر بھی شامل تھا۔ لیکن ہمارے بواسو صاحب نے پورے نسخے کو دیکھ کر بتایا ہے کہ اس نادر نسخہ کی بلتستان کے نامور خطاط میر عبداللہ عراقی نے شگر میں کتابت کی ہے۔ بہر حال میں نے نسخہ میں موجود تمام کتب و رسائل کے مختصر کوائف لکھے اور اس نسخہ کی کمپیوٹر کاپی دینے کی درخواست کی تو کاپی سے متعلق کاغذات اور عہدنامہ پر دستخط اور مطلوبہ قیمت ادا کر کے رسید لی اور کہا کہ کاپی پچیس دن بعد بذریعہ ڈاک پہنچ جائے گی۔ اس کے فوراً بعد میں نے باہر آکر اسلام آباد ناجی صاحب کو نسخہ سے متعلق تمام باتیں فون پر بتادی۔ پھر رات آٹھ بجے تک میں کتابخانہ میں باقی نسخہ سے متعلق حوالہ جات نوٹ کرتا رہا تاکہ اگلے دن باقی ماندہ نسخوں کا حصول آسان ہو۔ آٹھ بجے جب کتابخانہ بند ہوا تو میں ہوٹل آیا اور کمپیوٹر آن کرتے ہی ناجی صاحب کا فون آیا اور وہاں حسن شگری صاحب اور رسول صاحب برٹش کتابخانہ کی روداد سننے کے لیے شدت سے میرے منتظر تھے۔ میں نے اپنی کامیابی کا قصہ بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور رات بارہ بجے تک ہم اسی موضوع پر گفتگو کرتے رہے اور ناجی صاحب نے مزید کتابوں کا حوالہ دیا، جو میرے اگلے دن کے لیے بہت مفید رہا۔

اگلے دن میں صبح کتابخانہ کھلنے سے پہلے پہنچ گیا تو پھر وہی لوگوں کا رش تھا۔ مگر دروازہ کھلتے ہی سب اپنے اپنے مطلوبہ سیکشن کو چل دیے۔ میں مخطوطات روم میں داخل ہوا۔ سکیورٹی سے فارغ ہو کر پہلے سے تیار شدہ نسخوں کا حوالہ بمع کتابخانہ کا کارڈ اور شناختی کارڈ کاؤنٹر پر دیا تو وہاں موجود لڑکی نے کہا آپ سویڈن سے آئے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ بولی میں بھی وہیں سے ہوں اور یہاں پر کام کرتی ہوں۔ پچھلے ایک سال سے میں اس خطی نسخوں کے روم میں ڈیوٹی دے رہی ہوں۔ ابھی تک میرے ملک سے کوئی بھی اس روم میں خطی نسخوں کو تلاش کرنے نہیں آیا۔ آج میں بہت خوشی محسوس کر رہی ہوں کہ کوئی تو میرے ملک سے آیا ہے۔ پھر ہم سویڈش زبان میں محو گفتگو ہوئے۔ اس نے اپنا نام سیسلیہ بتایا۔ اس نے اپنے ساتھی ورکر سے میرا تعارف کرایا کہ یہ میرے ہم ملکی ہیں۔ باتوں باتوں میں اس نے پوچھا کہ کرسمس کی چھٹیوں میں سویڈن جانا نہیں ہے؟ میں نے کہا جانا تو ہے مگر یہاں کتابخانہ کے کام سے فارغ ہو جاؤں تو۔ مگر یہاں ایک ایک نسخہ حاصل کرنے کے لیے ستر منٹ درکار ہے۔ اس لیے لگتا نہیں کہ میں اپنا کام چھٹیوں سے پہلے ختم کروں۔ تو وہ بولی کہ میں ہر آرڈر پر آپ کا پچیس منٹ بچا سکتی ہوں۔ اگر آپ کو مددگار ثابت ہوں تو میں یہ کر سکتی ہوں۔ کیونکہ نسخہ تیسرے فلور پر ہوتے ہیں۔ ہم ہر آرڈر کو پچیس منٹ بعد متعلقہ شعبہ کو بھیجتے ہیں۔ مگر میں آپ کا آرڈر اسی وقت بھیج دیا کروں گی۔ تو آپ کو ہر آرڈر سے پچیس منٹ کی بچت ہوگی۔ یعنی ہر آرڈر ستر منٹ کے بجائے پینتالیس منٹ میں آپ کو مل جائے گا۔ میں نے کہا یہ آپ کی مہربانی ہوگی اگر ایسا بھی ہو جائے تو دن بھر میں کئی گھنٹے بچا سکتا ہوں۔ خیر سیسلیہ کی موجودگی میرے لیے بہت مددگار ثابت ہوئی۔ میں اپنے مطلوبہ نسخوں کے کوائف سیسلیہ کو دیتا گیا وہ میرے آرڈر کو بغیر تاخیر کے فوراً متعلقہ شعبہ کو بھیجتی رہی۔ سیسلیہ کی اس بے لوث مدد اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ انسان جہاں بھی ہو، کتنا ہی خوشحال کیوں نہ ہو، مادر وطن سے محبت ضرور رکھتا ہے۔ اور یوں میں نے اپنا تمام کام سیسلیہ کے تعاون سے تین دنوں میں مکمل کر لیا اور واپس سویڈن کے لیے رخت سفر باندھ لیا۔

☆☆☆☆☆

کتابیات

کشف الحقیقت ایک جدید حقیقت کا انکشاف

غلام حسن حسنو، ایم اے

مثنوی کشف الحقیقت کے نام سے چھ جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم فارسی منظوم کتاب ۱۳۴۵ھ/ ۱۳۰۴ش/ ۱۹۲۷ء سے نوربخشیوں کے ہاں موجود ہے۔ کتاب مثنوی مولانا روم کی وزن پر ہے۔ یہ اصفہان ایران میں چھپی ہے۔ کتاب پر ناشر نے بد دیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میر سید محمد نوربخش کا نام بطور مصنف شاعر درج کر دیا ہے۔ ہمارے نوربخشی علماء نے بے سوچے سمجھے اسے قبول کر لیں۔ حالانکہ اس کتاب کا اس سید محمد نوربخش سے دور کا بھی واسطہ نہیں جس کے سلسلے سے منسلک ہونے کی بناء پر ہم نوربخشیہ/نوربخشی کہلاتے ہیں۔ آیئے ذیل میں ہم اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

تاریخی حقائق:

۱۔ میر سید محمد نوربخش کی جن تذکروں میں ذکر ہے اور آپ کی تصنیفات کے حوالے ہیں اُن میں سے کسی کتاب میں بھی کشف الحقیقت نامی کسی کتاب کا ذکر نہیں ہے ہاں البتہ تحفۃ الاحباب میں آپ کی تصنیف کشف الحقائق کا نام درج ہے اور اس سے ایک اقتباس نقل ہے۔ یہ کتاب فارسی متن اور اردو ترجمہ دونوں میں نذر قارئین کر چکا ہوں۔

۲۔ ایران میں موجود قلمی نسخوں کی لسٹ فہرست نسخہ ہای خطی فارسی سات جلدوں میں اور برصغیر و ایران میں موجود نسخہ جات کی فہرست مشترک ۱۴ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ ان میں بھی اس نام کی کوئی کتاب میر سید محمد نوربخش کی نہیں ہے۔

۳۔ ۱۳۶۱ شمسی ۱۹۸۲ء میں ڈاکٹر اسد اللہ مصطفوی نے میر سید علی ہمدانیؒ کے رسالہ درویشیہ کو نفس شناسی از میر سید محمد نوربخشؒ کے نام سے ایران سے شائع کیا وہ بھی کشف الحقیقت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "کتابی بنام مثنوی نوربخش بوسیلۂ عموی نگارنده مرحوم حاج آقا رحیم حقانی شهر کردی چاپ ومنتشر شده ونقادان سخن آن را از سیاف دانسته اند" کتاب مثنوی نوربخش جسے میرے چچا حاج آقا رحیم حقانی نے چھاپ کر نشر کیا ہے نقادان سخن اسے سیاف کی کتاب جانتے ہیں۔ (مقدمہ نفس شناسی ص16)

۴۔ ۱۳۷۱ش میں شرح گلشن راز از شیخ محمد لاہیجی نوربخشی کا جدید ایڈیشن شائع ہوا ہے اس کے مصحح جناب محمد رضا فاقی نے اس کتاب کے مقدمے میں اس کتاب کے میر سید محمد نوربخش سے انتساب کو غلط قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ:

واما مثنوی کشف الحقیقت که به نام نوربخش چاپ شده است از او نیست وبه نور علیشاه اصفهانی وجنات الوصال او مربوط است۔ یعنی مثنوی کشف الحقیقت جو نوربخش کے نام سے شائع ہو گئی ہے وہ ان کی نہیں بلکہ یہ نور علی شاہ اصفہانی اور ان کی کتاب جنات الوصال سے مربوط ہے۔ (مقدمہ شرح گلشن راز ص46)

پس ثابت ہوا کہ یہ کتاب سید محمد نوربخشؒ کی نہیں۔

کتاب کا نام:

کیا اس کتاب کا نام کشف الحقیقت ہے؟ جی نہیں۔ ناشر

نے جلد پر مثنوی کشف الحقیقت لکھ کر شائع کیا ہے۔ کتاب کا اصل نام جنات الوصال ہے۔ یہ کل ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان ۱۲ جلدوں میں سے شروع کی ۶ جلدیں ۱۳۴۵ھ میں مثنوی کشف الحقیقت سید محمد نور بخش کے نام سے رحیم حقانی دہکردی نے شائع کیا تھا۔ باقی جلدیں شائع کرنے سے پہلے ایرانی اہل علم نے اس کو خیانت سے روکا۔ ادھر مصنف کے نواسے آقائے بدرام نے تمام جلدیں مثنوی جنات الوصال از اصغر علی شمشیر گر شیرازی کے نام سے شائع کیں۔ ادھر ناشر سفر حج کے دوران فوت ہوا۔ یوں باقی جلدیں خیانت کا شکار ہونے سے بچ گئی تھیں۔

جنات الوصال کتاب کے اندر بھی متعدد مقامات پر آیا ہے۔ کبھی مصنف نے شعری ضرورت کے لئے صرف جنت بھی لایا ہے۔ میں نے اپنے ایک سابق مضمون میں اس کی ۶ مثالیں پیش کی تھیں۔ یہاں انہیں دہرانا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

اس کتاب کے اب تک تین قلمی نسخوں کا ہمیں علم ہوا ہے۔ ان قلمی نسخوں پر بھی یہی نام درج ہے اور فہرست نگار نے بھی کتاب کے تعارف میں جنات الوصال ہی درج کیا ہے۔ کتاب خانہ آیت اللہ مرعشی نجفی قم تحت نمبر 970۔

دیکھئے فہرست نسخہ ہائے خطی کتابخانہ مرعشی جلد سوم ص 188 ص 189

کتاب خانہ ملی ملک تہران میں اس کے دو نسخے موجود ہیں۔ نسخہ شمارہ ۴۸۱۵ کل اوراق ۸۴۴ اور ہر صفحے پر ۲۸ سطریں ہیں۔ اور شمارہ ۴۷۶۲ میں کل ۵۲۰ اوراق ہیں۔ ہر صفحے پر ۲۴ سطور ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ کتاب کا نام جنات الوصال ہے نہ کہ کشف الحقیقت اور میر سید محمد نور بخش کی وفات کے سینکڑوں سال بعد کی تصنیف ہے۔

کتاب کا مصنف کون؟

اس کتاب کے بارے میں ایک ایرانی محقق مرتضیٰ مدرسی کا دو نسخوں میں ایک تحقیقی مضمون ایرانی تحقیقی جریدے ارمغان جلد ۳۱ شمارہ ۸ اور ۹ میں شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون اور اس کا ترجمہ شائع کرنا ممکن نہیں اس لئے اس کے مفہوم پیش کر رہے ہیں۔

اس کتاب کا مکمل نام جنات الوصال ہے۔ کتاب ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا مصنف علی اصغر سیاف شمشیر گر مشہور بہ نور علی شاہ نعمۃ اللہی ہے۔ کیونکہ صاحب موصوف تلوار ساز تھا۔ اس لئے سیاف اور شمشیر گر مشہور ہوا۔ جن کی وفات ۱۲۹۲ھ میں شیراز میں ہوئی اور وہیں ان کا مزار ہے۔

جنات الوصال کے دو قلمی نسخے ایک شمشیر گر کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا اور دوسرا حاج مرزا شکر اللہ کا لکھا موجود تھا۔ ایک نعمۃ اللہی عہدیدار ذوالریاستین یعنی مونس علیشاہ شیرازی نے انہیں چھاپنے کے لئے مصنف کے نواسے آقای امام ابوطالب بدرام کے حوالے کیا۔ انہوں نے اسے تہران سے شائع کیا ہے۔

مرزا شکر اللہ کا لکھا نسخہ سید محمد نور بخش دہکردی کے ہاتھ لگا۔ انہوں نے اپنے بیٹے رحیم حقانی دہکردی رحمت علیشاہ سے اسے چھاپنے کی تجویز دی تو انہوں نے ۶ جلدوں کو ایک ضخیم جلد تیار کر کے سید محمد نور بخش کے نام سے شائع کیا۔

دانشگاہ کے مشہور استاد جلال الدین ہمائی کو پتہ چلا کہ رحیم حقانی شمشیر گر کی مثنوی کو سید محمد نور بخش دہکردی کے نام شائع کر رہا ہے۔ انہوں نے روکنے کی کوشش کی اور حقانی کو خود جا کر اور دوسروں کے ذریعے بتایا کہ یہ تو شمشیر گر کی کتاب ہے نور بخش دہکردی کی نہیں اس کو مت چھاپیں۔ لیکن وہ اپنا کام مکمل کر چکا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے مرشد کی وصیت پر عمل کر کے دم لیا۔ (جستجو در تصوف ایران ص ۱۸۷)

جب مونس شیرازی نے شمشیر گر کی کتاب کو مثنوی کشف الحقیقت از سید محمد نور بخش کے نام سے چھاپ شدہ دیکھ لیا تو انہیں سخت

دکھ ہوا۔ جب رحیم حقانی زیارت مکہ جانے کے لئے اصفہان سے تہران آیا اور مونس کی خانقاہ میں آکر ان سے ملا تو انہیں کہا کہ مثنوی کو سید محمد نوربخش دہکردی کے نام سے چھاپ کر تم نے شمشیر گر کے عمر بھر کی کمائی کو کیوں پامال کیا ہے؟ جواب میں رحیم حقانی نے کہا کہ ایک تو یہ کہ میں نے والد محترم نوربخش کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ایسا کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کتاب کی پشت پر کسی مصنف یا شاعر کا نام ثبت نہ تھا میں نے گمان کیا کہ شاید اس کا مصنف والد محترم ہی ہیں۔اس لئے ان کا نام لکھ کر شائع کیا ہے۔

ناشر یعنی رحیم حقانی حج کو جا رہا تھا انہیں تردید شائع کرنے کی فرصت نہیں ہوئی کہ جو مثنوی نوربخش کے نام چھپی ہے وہ نوربخش کی نہیں بلکہ اصغر علی شمشیر گر کی ہے۔افسوس وہ دوران سفر حج فوت ہوا۔ ذیل میں ہم نوربخش قہستانی اور نوربخش دہکردی کے درمیان فرق کا ایک گوشوارہ پیش کرتے ہیں۔جس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔

عنوان	سید محمد نوربخش قہستانی	سید محمد نوربخش دہکردی
سلسلۂ نسب	سید محمد نوربخشؒ بن محمد بن عبداللہ	نہیں معلوم
سلسلہ طریقت	کبرویہ پھر خود مؤسس سلسلۂ نوربخشیہ	کسی سلسلے کا بانی نہیں بلکہ نعمۃ اللٰہی سلسلے سے منسلک ہے
مرشد کا نام	خواجہ اسحاق ختلانی	مرشد کا نام معلوم نہیں ہوسکا
سال وفات	۱۵ ربیع الاول ۸۶۹ھ	نامعلوم۔البتہ ان کے بیٹے سید احمد نوربخش ۱۳۲۹ھ میں فوت ہوا ہے
اولاد	شاہ قاسم فیض بخش اور جعفر نوربخش اور دو بیٹیاں	سید ابوالقاسم، سید احمد نوربخش اور سید رحیم حقانی ملقب بہ رحمت علیشاہ
باشندہ	قہستان کے قائین میں ولادت اور سولغان میں وفات	دہکرد اصفہان کا باسی اور وہیں وفات
مزار	سولغان تہران	دہکرد اصفہان
علمی کام	کئی کتابوں اور رسائل کا مصنف	صرف اسی ایک کا مصنف وہ بھی جعل سازی سے البتہ ان کے بیٹے سید احمد کئی کتابوں کے مصنف ہیں اور شاعر بھی ہیں
فقہی وابستگی	خود دبستان فقہ نوربخشی کا بانی	فقہ جعفری کا پیروکار

اس گوشوارے سے یقیناً یہ واضح ہو گیا ہے کہ سید محمد نوربخش قہستانی جس سے ہم نوربخشی منسلک ہیں، کوئی اور ہیں اور سید محمد نوربخش دہکردی جو سلسلۂ نعمۃ اللٰہی کا شیخ طریقت ہے، کوئی اور!

دراصل بات یہ ہے کہ کسی کتاب یا رسالے کے اندر یا باہر نوربخش کا لفظ دیکھ کر ہمیں دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ایران اور فارسی زبان میں نوربخش ایک مقبول عام نام ہے۔اس نام سے بہت سے شاعر، ادیب، عالم، عارف، مشہور و گمنام اور برے بھلے لوگ ہو گزرے ہیں۔ اب بھی بہت سے مرد و زن موجود ہیں۔اگر آپ انٹرنیٹ پر سرچ کریں تو آپ کو مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں نوربخش مل جائیں گے۔

سید محمد نوربخشؒ متوفی ۸۶۹ھ بن محمد بن عبداللہ سلسلۂ نوربخشیہ کے مؤسس، فقہ احوط و کتاب الاعتقادیہ وغیرہ کے مؤلف، خواجہ اسحاق ختلانیؒ کے شاگرد و خلیفہ اور شاہ قاسم فیض بخشؒ کے استاد و مرشد تھے۔ سلسلۂ نوربخشیہ سے منسلک ہونے کی بناء پر ہمیں ان کی تحریریں قابل حجت ہیں۔ باقی نوربخش حضرات کی ہرگز نہیں ہیں۔ اس لئے گزارش ہے کہ سال وفات اور سلسلۂ نسب / سلسلۂ طریقت کو ہمیشہ مدنظر رکھیے۔

کتاب کے تمام مضامین اچھے ہیں نہ برے۔ اچھے اچھے خیالات بھی ہیں اور بے بنیاد و باطل نظریات بھی۔ لیکن کتاب میر سید محمد نور بخش کی ہرگز نہیں ہے۔ اس کتاب اور مصنف کا مسلک نوربخشیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ نعمت اللہی سلسلے کے بزرگ اصغر علی سیاف شمشیرگر شیرازی کی تصنیف ہے۔ کتاب کا نام مثنوی کشف الحقیقت نہیں بلکہ مثنوی جنات الوصال ہے۔ ناشر نے بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کتاب کی جلد پر مثنوی کشف الحقیقت لکھ کر اور بطور مصنف میر سید محمد نور بخش کا نام لکھ کر شائع کیا ہے۔ جس نے بہت ساری غلط فہمیاں پیدا کی ہیں۔

بدقسمتی سے نوربخشیوں میں ایک دھوکہ باز گروہ پیدا ہوگیا ہے۔ جس نے خود کو ایک خاص سانچے میں ڈھال لیا ہے۔ وہ خود مسلک نوربخشیہ، اس کے بزرگوں اور اس کی تعلیمات کے تعارف پر مبنی کتابیں لکھنے اور شائع کرنے کی صلاحیت سے مکمل عاری ہے۔ اس گروہ کو باکرامت نوربخشی مشائخ جو اولیاء اللہ ہیں اور ان کی اصل کتب و رسائل جو دنیا بھر میں محفوظ ہیں، سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اس گروہ نے اپنے نظریات اس قدر تبدیل کر دیے ہیں کہ ان بزرگوں کی تعلیمات ان کے لئے قابل قبول نہیں۔ اس لئے وہ یا تو خود بدلنے کی بجائے ان کی تعلیمات کو بدلنے کی کوشش کرتا ہے یا جہاں کہیں سے ان کے اپنے نظریات کے موافق مواد مل جائے وہیں سے مواد لینے اور انہیں نوربخشی تعلیمات قرار دینے پر تل جاتا ہے۔ ماضی قریب میں پوری کی پوری کتاب نقل کر کے نوربخشیوں پر ظلم کرنے کی جسارت کر چکا ہے۔ اس گروہ اور اس کے حمایتی لوگوں کے لئے اس قسم کے دو نمبری کاموں میں ہی سکون ملتی ہے۔ اس لئے وہ اس قسم کے غیر قانونی، غیر شرعی اور جعل سازی کے کاموں سے کام چلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قسم کے معاملات سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین یا رب العالمین!

☆☆☆☆☆

بقیہ: از بلتستام تا ہمدان

ہے اس لئے وہاں زلزلہ پروف عمارت بنانے کے بلڈنگ کوڈ پر سختی سے عمل ہوتا ہے۔

جس زمین روز راستے سے شاہ ہمدان گنبد علویاں تشریف لے جاتے اور ریاضت کیا کرتے تھے وہ ختم ہو چکا ہے اور اس کے اوپر بائیس فٹ کی پکی سڑک بن چکی ہے۔ فی الحال شاہ ہمدانؒ کی عظمت و بزرگی دنیا بالخصوص پاک و ہند، تاجکستان و افغانستان میں ہے۔ ہمدان میں نہیں۔ شاید صرف اہل علم ہی ان کے بارے میں کچھ جانتے ہوں۔ تہران، تبریز اور شیراز سے شاہ ہمدان کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن ہمدان سے آج تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی نیز ہمدان کے کسی کتاب خانے میں شاہ ہمدان کے کتب و رسائل کی موجودگی کی اطلاع نہیں ہے۔ ہاں البتہ ہمدان کے دو دانشوروں نے شاہ ہمدانؒ کی ایک ایک کتاب شائع کی ہے۔ پہلے 1370ھ/1991ء میں ڈاکٹر پرویز اذکائی نے مروج اسلام در ایران صغیر کے نام سے کتاب لکھ کر شائع کی اسے بوعلی سینا یونیورسٹی ہمدان نے شائع کی۔ دوسری بار 1372ھ/1992ء میں آیت اللہ صابری ہمدانی نے شاہ ہمدانی کی کتاب السبعین فی فضائل امیر المومنین تیار کی اسے انتشارات نسبت قم نے شائع کی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں خصوصاً اور اسلامی دنیا میں عموماً میر سید علی ہمدانی کی ایک دانشور، صوفی، مبلغ اسلام اور بڑے لکھاری کی جو حیثیت ہے اسے پیش نظر کر ہمدان میں ان کے شایان شان یادگار قائم کی جائے۔ ان کے گھر اور گنبد علویاں پہلے سے موجود ہیں انہی کو بنیاد بناتے ہوئے وہاں ایک عظیم الشان یونیورسٹی، تحقیقی ادارہ، لائبریری اور ان کے آثار کی میوزیم قائم کی جائے اور ان کی علمی آثار کو شائع کرنے کا بندوبست کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

روداد

پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

اشرف احمد سرموئی

بندہ ناچیز کافی عرصے سے اس امید میں تھا کہ کوئی اچھا موقع آئے اور کچھ لکھ سکوں۔ 14 فروری 2016 ایک ایسا دن تھا جس نے میرے قلم کو چلانے اور رکاوٹوں کو پس پشت ڈال کر میری خواہش کو تکمیل تک پہنچایا۔ مجھے امید ہے کہ قارئین پڑھ کر بندہ ناچیز کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ NYF پنجاب ڈویژن نے پاکستان کے تاریخی مقامات پر مطالعاتی دورے کا اہتمام کیا۔ اس دورے میں پورے پاکستان سے آئے ہوئے نوجوانوں کے ساتھ ساتھ بندہ ناچیز کو بھی جانے کا موقع ملا اور اسی موقع کو غنیمت جان کر اس تاریخی مطالعاتی دورے کو بند کرنے کی کوشش کی۔ اس تاریخی دورے کا مثبت پہلو یہ تھا کہ اس میں NYF کے تمام سینئر و جونیئر ممبروں کے ساتھ ساتھ علمائے کرام اور ننھے منے نونہالوں نے بھی جوق در جوق شرکت کی۔ اس مطالعاتی دورے میں اسلام آباد، علی پور، روالپنڈی، واہ کینٹ، ٹیکسلا، لاہور، میرپور، کشمیر، مری سے تعلق رکھنے والے تصوف کے نوجوانوں نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ NYF کے سینئر ترین رکن مولانا غلام حسین سیف اللہ اور مولانا غلام حسن نوری بت خیلی بھی اس مطالعاتی دورے میں شامل تھے۔ اس دورے کے موقع پر سیر وتفریح کے علاوہ علمائے کرام نے درس بھی دیا۔ ہر کسی کے چہرے پر خوشیاں عیاں تھی۔ ہر طرف مسکراہٹ ہی مسکراہٹ نظر آرہی تھی۔ SKYWAYS کی چار بسوں پر مشتمل یہ تاریخی قافلہ درود وشریف، نعت رسول مقبولؐ، قصیدے اور NYF کے ترانوں کی گونج کے ساتھ علی پور سے ہوتا ہوا اسلام آباد مسجد اور وہاں سے پنڈورہ چونگی پہنچا جہاں سے یہ چاروں بسیں ایک ہی قطار میں قافلے کی صورت میں منزل کی طرف رواں دواں ہوئیں۔ بسوں کے آگے NYF کے بینرز اور جھنڈے نصب کیے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی نوجوانوں کے دل پسند شاعر جناب احسان علی دانش نے اپنے کلام سے اس تاریخی دورے کو مزید چار چاند لگانے میں کوئی کسر نہ رکھی۔

اس کامیاب مطالعاتی دورے کا کریڈٹ پنجاب ڈویژن کے ساتھ ساتھ انتہائی قابل احترام جناب ایڈوکیٹ قطب الدین صاحب کو بھی جاتا ہے جنھوں نے انتھک محنت اور کوششوں سے نوجوانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور NYF پنجاب ڈویژن میں سالانہ مطالعاتی دورے کا ایک سنگ بنیاد رکھا۔ امید ہے پنجاب ڈویژن اس سالانہ مطالعاتی دورے کو برقرار رکھےگا اور نوجوانوں میں تاریخی مطالعہ، یکجہتی، اخوت و بھائی چارگی اور اتحاد واتفاق کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

بندہ ناچیز NYF پنجاب ڈویژن کا 2009-2010 میں صدر بھی رہا ہوں۔ لیکن اس وقت اور آج کے وقت میں بہت فرق محسوس کر رہا ہوں۔ آج ہر نوجوان اللہ تعالی کے فضل وکرم سے باشعور اور باذوق ہے۔ ہر نوجوان کے دل میں مسلک حقہ کی ترقی وترویج کے لیے خواہش اور اتحاد بین المسلمین کے لیے ہر لحہ کمر بستہ نظر آتا ہے۔

اس تاریخی دورے کا پہلا پوائنٹ ٹیکسلا میوزیم تھا۔ چار بسوں پر مشتمل یہ کاروان صوفیہ دن کے گیارہ بجے جب ٹیکسلا میوزیم پہنچا تو جناب انجینئر غلام عباس صاحب اور NYF واہ اور ٹیکسلا یونٹ کے ممبروں نے انتہائی پرجوش انداز میں بھرپور استقبال کیا۔ انجینئر صاحب کی خصوصی گزارش پر میوزیم میں جانے کے لیے داخلہ مفت کر دیا گیا۔ میوزیم میں تاریخی بدھ مت کی تصویریں، پرانے سکے، اور دوسرے قدیمی اوزار دیکھ کر نوجوانوں کے شوق اور دلچسپی میں اضافہ ہوا۔ دیواروں پر چسپاں تصاویر اور پوسٹرز پڑھ کر مزید معلومات میں اضافہ ہوا۔ انتہائی مہذب اور قطار کی شکل میں ایک طرف سے دیکھتا ہوا قافلہ دوسری طرف سے نکلتا گیا۔ میوزیم کے تمام تاریخی حصے دیکھنے

کے بعد جب تمام نوجوان گرین بیلٹ میں جمع ہوئے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی باشعور، باصلاحیت اور باقیادت قوم کے نوجوان ایک ہی صف میں کھڑے ہیں جو بظاہر قدوقامت اور چہروں سے مختلف ہیں مگر ان کا عزم واستقلال اور منزل ایک ہی ہے۔ انتظامیہ کے معمولی اشارے پر اڑھائی سو کے لگ بھگ نوجوان ایک ہی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جمع ہو جاتے ہیں۔ جسے دیکھ کر آس پاس بیٹھے لوگ حیرت میں مبتلا ہو گئے کہ یہ مہذب ترین نوجوانوں کا یہ قافلہ کہاں سے آیا ہے؟ جس میں نہ کوئی شرارت اور نہ کوئی بدتمیزی اور نہ ہی شوروغل نظر آیا۔ میرے پاس بیٹھا ایک شخص مجھ سے بہت ہی مودبانہ انداز میں پوچھ رہا تھا کہ علمائے کرام، نوجوان اور ننھے منھے لوگوں پر مشتمل قافلہ کہاں سے اور کس تعلیمی ادارے سے آیا ہے؟ میں نے ان صاحب سے پوچھا کیوں آپ کو ایسا لگ رہا کہ یہ کسی تعلیمی ادارے سے ہیں؟ اس صاحب نے مسکراہٹ کے ساتھ اتنا پیارا جواب دیا کہ اتنے بڑے ہجوم میں نے اس قدر مہذب، بااخلاق اور تمیزدار کبھی نہیں دیکھے۔ ٹھاٹھیں مارتا نوجوانوں کا یہ ہجوم صرف ایک بندے کے کہنے پر سب یک دم جمع ہو جاتے ہیں اور انتہائی مختصر وقت میں لائنیں بچھا کر گروپ فوٹو کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ یقیناً یہ بات میری توقعات سے کہیں زیادہ تھا۔ میں اندر ہی اندر خوشی سے جھوم رہا تھا۔

ٹیکسلا میوزیم کے بعد اگلا ہدف خان پور ڈیم تھا۔ یوں چار بسوں پر مشتمل یہ کاروان خان پور ڈیم کی طرف رواں دواں ہوا۔ راستے میں ہر قسم کے کینو، مالٹے اور فروٹ کے باغات کے ساتھ ساتھ فروٹ سٹال نظر آرہے تھے۔ ہر سٹال کو دیکھ کر یہی محسوس ہو رہا تھا کہ قدرت ہم پر کتنی مہربان ہے اور قرآن پاک کی یہ آیت بار بار ذہن میں آرہی تھی (کہ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟)۔ تقریباً آدھا گھنٹے کی مسافت کے بعد ہم اللہ کے فضل و کرم سے خان پور ڈیم پہنچے۔ خانپور ڈیم پر NYF واہ اور ٹیکسلا یونٹ کی طرف سے تمام نوجوانوں کے لیے ریفرشمنٹ کا بندوبست بھی تھا۔ ڈیم کا انتہائی خوبصورت اور دلکش منظر دیکھ کر پھر وہی قرآنی آیت ذہن میں گردش کرنے لگی۔ یقیناً قدرت کے انتہائی خوبصورت نظارے اور ہر طرح کی نعمتیں بنی نوع انسان کے لیے ہی مسخر کردی گئی ہیں۔ تمام نوجوانوں نے خوب ہلا گلا کیا، کشتی رانی کی، پانی کے ساتھ کھیلے، سلفیاں اور گروپ فوٹو میں خوب لطف اندوز ہوئے۔ ہر کوئی لطف اٹھانے میں ایسا مصروف ہو گیا کہ واپس آنے کا نام نہ لیتا۔ ہر کوئی خوشی سے جھوم رہا تھا۔ ہر ایک کے چہرے پر مسکراہٹ، خوشی اور طبیعت میں گرم جوشی نظر آرہی تھی۔

تو دوسری طرف ایسے مطالعاتی دورے کے اہتمام کنندہ گان، انتظامیہ اور دینی جذبہ سے سرشار نوجوان اڑھائی سو لوگوں کے لیے نماز، کھانا اور ریفرشمنٹ کے انتظامات میں مصروف نظر آتے تھے۔ ان کا ایک ہی مقصد تھا کہ کسی بھی طرح یہ مطالعاتی دورہ انتہائی تاریخ ساز اور یادگار رہے اور انتظامیہ کی طرف سے کسی بھی طرح کی کمی نہ رہے۔ جیسے ہی ظہر کی نماز کا وقت ہوا تصوف کے نوجوان ایک ہی صف میں کھڑے ہوئے۔

نماز کے فوراً بعد کھانے کا اہتمام ہوا۔ سرسبز اور ہرے بھرے میدان، ڈیم کے کنارے، انتہائی ٹھنڈک ہواؤں کی لہروں کے ساتھ انتہائی لذیذ بریانی کول ڈرنک کے ساتھ نوش کرتے ہوئے کسی کا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ بس کرے۔ کھانے کے فوراً بعد انتہائی خوبصورت نشست منعقد ہوئی جس میں جناب احسان علی دانش صاحب نے اپنے زرین خیالات سے نوجوانوں میں اتحاد واتفاق اور علم کی جستجو پر زور دیا اور اپنی شاعری سے نوجوانوں کی خوشیوں میں اضافہ کیا۔ اس کے بعد محترم مولانا سیف اللہ صاحب، مولانا غلام حسین نوری صاحب، قطب الدین صاحب اور بندہ ناچیز نے ولولہ انگیز انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ NYF کی تاریخ پر روشنی ڈالی اور کامیاب دورہ کے انعقاد پر تمام لڑکوں کو خصوصاً انتظامیہ کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کیا۔ ساتھ ہی پنجاب ڈویژن کو خصوصی مبارکبادی کے ساتھ جناب قطب الدین صاحب کی قائدانہ صلاحیت کو بھی سراہا گیا۔ آخر میں دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ نشست اختتام پذیر ہوئی۔

نوجوانوں کا یہ قافلہ ایک بار پھر اپنی بسوں کی طرف چل پڑا۔ کیونکہ ابھی ہدف ختم نہیں ہوا تھا۔ ہماری اگلی منزل پنجہ صاحب حسن ابدال اور

زندہ پیر کی زیارت تھی۔تقریباً ساڑھے تین بجے ہم خان پورڈیم کے دلکش اور خوبصورت منظر کو الوداع کہتے ہوئے یہ قافلہ حسن ابدال کی طرف رواں دواں ہوا۔تمام جوانوں کی خوشی قابل دید تھی۔ہر چہرہ خوشی سے جھوم رہا تھا۔تھکاوٹ نام کی کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی۔NYF کے حق میں نعرے اور نغمے سب کی زبانوں پر جاری و ساری رہے۔ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد ہم حسن ابدال پہنچے۔راستے میں ریفریشمنٹ، نعتیہ شاعری مقابلے شور وغل اور مووی کی ریکارڈنگ بھی ہوتی رہی۔ننھے منّے نونہالوں سے لے کر تمام نوجوانوں نے زندہ پیر کے دربار پر حاضری دی۔ساتھ ہی نماز عصر بھی باجماعت ادا کی اور اوراد فتحیہ کے ورد نے سب کی آنکھیں نم کر دی۔مولانا سیف اللہ کی قیادت میں دربار پر حاضری دی اور اوراد عصریہ کی ورد کے علاوہ فاتحہ خوانی کی اور مسلک حقہ کی ترقی و ترویج اور اتحاد بین المسلمین کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔بزرگان دین کی بلند درجات کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔واپسی پر راستے میں مسافروں کے لیے بنائی گئی مسجد میں نماز مغرب با جماعت ادا کی اور پھر پیدل بسوں کی طرف رواں دواں ہوئے۔انتظامیہ کی طرف سے مالٹوں سے تواضع کا بندوبست بھی کیا ہوا تھا۔

بلندی سے اترنے کے بعد تمام لڑکے اپنی اپنی بسوں کی طرف لپکے۔آخری ملاقاتیں بھی ہو رہی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ مووی ریکارڈنگ بھی جاری و ساری تھی۔کیونکہ یہ آخری لمحہ تھا جہاں سے بسیں مختلف ایریا کے لڑکوں کو اتارتے ہوئے اس مطالعاتی دورے کا اختتام کرنا تھا۔دو بسیں پنڈورہ چنگی کی طرف، ایک بس اسلام آباد مسجد اور ایک بس علی پور کی طرف روانہ ہوئی۔واپسی پر تمام لڑکوں کی ہاتھ میں موبائل نظر آرہے تھے۔کوئی بلیوٹوتھ سینڈ کر رہا تھا تو کوئی بلیوٹوتھ ریسیو کر رہا تھا تو کوئی تصویریں دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا تھا۔تقریباً رات کے نو بجے تک تمام لڑکے اپنے اپنے سٹاپ پر اتر چکے تھے۔

اسی کے ساتھ این وائی ایف کا یہ تاریخی مطالعاتی دورہ اپنی اختتام کو پہنچا۔ہمیں چاہیے کہ شکوہ شکایتوں کی بجائے اتحاد و اتفاق سے رہیں اور مسلک حقہ کے لیے اپنی حصے کی شمع جلاتے جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

اطلاع

تمام قارئین اور نمائندوں کو مطلع کی جاتی ہے کہ انتظامی امور میں کمی کی وجہ سے رسالہ تاخیر ہوئی۔ تاہم اس شمارے سے قانونی، انتظامی امور اور دوسرے لوازمات کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام ضروریاتوں کو مکمل کر دی گئی ہیں۔ ادارہ اس تاخیر پر تمام قارئین سے معذرت کرتے ہیں۔ انشاء اللہ اب سے رسالہ مہینہ وار چھپ کر آئیں گے۔

ادارہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

تقریب حلف برداری

گزشتہ دنوں مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ کا یوکلاب پور شگر میں NYF وومن ونگ کی تقریب حلف برداری منعقد ہوئی۔جس میں کثیر تعداد میں خواتین نے شرکت کی۔مفتی علی محمد ہادی صاحب مہمان خصوصی تھے۔تقریب کی صدارت سید نعیم موسوی صاحب کر رہے تھے۔تقریب سے مفتی صاحب، نعیم صاحب، ولایت علی اور ایوب شگری نے خطاب کیا۔مفتی صاحب نے درج ذیل کابینہ کے اراکین سے حلف لیا۔

عابدہ جبین صدر، منیرہ یوسف نائب صدر، زرینہ علی جنرل سیکرٹری، مریم زمان ڈپٹی جنرل سیکرٹری، ذوبیدہ محمد فنانس سیکرٹری، زہرہ شیر نائب فنانس سیکرٹری، بتول شکور ایجوکیشن سیکرٹری، لوبا شیر علی پریس سیکرٹری اور شاہدہ رسول آفس سیکرٹری۔

رپورٹر: ایوب شگری

اخبار تصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

جی ایم شاہین

میر سید علی ہمدانیؒ انٹرنیشنل کانفرنس 2015

مورخہ ۱۴ اور ۱۵ دسمبر ۲۰۱۵ کو پنجاب یونیورسٹی اور خانہ فرہنگ ایران لاہور نے مشترکہ طور پر دو روزہ بین الاقوامی شاہ ہمدان کانفرنس منعقد کیا۔ کانفرنس میں بنگلہ دیش، افغانستان، تاجکستان، ایران اور پاکستان بھر سے اہل علم وفضل نے شرکت کی۔

کانفرنس ایک افتتاحی اور چار علمی سیشنوں پر مشتمل تھی۔ افتتاحی سیشن میں ایرانی کونسلر جنرل اسلام آباد آقای شہاب الدین دارائی، خانہ فرہنگ ایران لاہور کے ڈائریکٹر اکبر برخوردار، پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر ڈاکٹر مجاہد کامران اور اورینٹل کالج کے پرنسپل ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد خود شریک ہوئے۔

کانفرنس میں لاہور کی اس عظیم تعلیمی ادارے کے اساتذہ اور بیرون واندرون ملک سے آئے ہوئے محققین، دانشوروں، طلباء وطالبات اور خواتین وحضرات نے بھرپور شرکت کی۔ گلگت بلتستان سے جناب غلام حسن حسنو اور جناب محسن علی ساقی صاحب نے نمائندگی کی۔

جناب غلام حسن حسنو صاحب کو میر سید علی ہمدانیؒ پر ریسرچ کر کے 18 کتابیں شائع کرنے اور 66 مزید کتابوں کو ترجمہ کر کے اشاعت کے قابل بنانے پر عالمی برادری کی جانب سے دور حاضر کی اہم ترین شخصیت مانا گیا، گلگت بلتستان، پاکستان اور حسنو صاحب کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

میر سید علی ہمدانی کی شخصیت عالم گیر تھی، آپؒ دور حاضر کے لوگوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ آپؒ کی صوفیانہ تعلیمات امن وآشتی کا درس دیتی ہیں، غلام حسن حسنو۔ میر سید علی ہمدانی کے تعلیمات کو سمجھنا ہے تو اقوام عالم کو بلتستان آ کر حضرت شاہ ہمدان کے روحانی پیروکاروں سے ملنا چاہئے، مولانا محسن ساقی۔ میر سید علی ہمدانی نے برصغیر پاک وہند کے شمالی علاقوں کشمیر، کارگل، لداخ بلتستان میں اسلام پھیلایا تھا، آپؒ کو محسن کشمیر و بلتستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کانفرنس کی خاص خاص باتیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ کانفرنس میں بنگلہ دیش، افغانستان، تاجکستان، ایران اور پاکستان کے اہل علم نے حضرت شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی کی شخصیت کا ہر پہلو اجاگر کیا اور مختلف موضوعات پر مقالے پیش کیے۔

۲۔ کانفرنس شعبۂ فارسی کے فردوسی چیئر نے خانہ فرہنگ ایران کے اشتراک سے منعقد کیا اور کانفرنس الرازی ہال، انڈر گریجویٹ سنٹر میں منعقد ہوئی۔

۳۔ کانفرنس کے چار علمی سیشنوں میں سے تیسرے سیشن کی صدارتی ٹیم میں غلام حسن حسنو صاحب بھی شامل تھے جبکہ ان کے ساتھ مشہور تنقید نگار اور ادیب ڈاکٹر تحسین فراقی اور دو ایرانی خاتون سکالرز شامل تھیں جو اسی کانفرنس میں شرکت کے لئے ایران سے آئی تھیں۔

۴۔ دوسرے سیشن کا افتتاح غلام حسن حسنو کے مقالے سے ہوا اسی سیشن میں محسن علی نے بھی اپنا مقالہ پیش کیا۔ کانفرنس کے منتظم اور روح رواں ڈاکٹر پروفیسر محمد ناصر نے دونوں کی تقریر کو سب سے شاندار، مدلل اور علمی وادبی شہکار قرار دیا۔

۵۔ کانفرنس کے دوران نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پنجاب ڈویژن لاہور یونٹ کے توسط سے خپلو سے تعلق رکھنے والے محمد اشرف نے کانفرنس ہال کے باہر شاہ ہمدان اور سلسلۂ ہمدانیہ کے مشائخ اور مرشدین کی کتابوں کا سٹال لگایا کانفرنس کے شرکاء نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑی تعداد میں کتابوں کی خریداری کی۔

۶۔ کانفرنس کے موقع پر ہی غلام حسن حسنو کی نئی شاندار کتاب نقش شاہ ہمدان تیار ہو کر پہنچ گئی جسے فروخت کے لئے شائقین کو پیش کی گئی۔

۷۔ کانفرنس کے دوران نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پنجاب ڈویژن،

لاہور یونٹ کے تمام عہدیداربالخصوص غلام علی راجو متحرک رہے وہ کانفرنس کی کوریج کرنے اور شریک اہل علم کو سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے میں پیش پیش رہے۔ اس موقع پر شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف کی جانب سے دو صفحات پر مشتمل ایک بروشر تقسیم کیا گیا جس میں ادارے کی اب تک کی کامیابیوں اور مستقبل کے منصوبوں کی تفصیل درج تھی نیز اہل علم حضرات کو تراجم اور تحقیق کرنے میں مدد اور سپورٹ کے ساتھ ساتھ انہیں شائقین اور عاشقین شاہ ہمدان کو ہر طرح کی مدد دینے کی یقین دہانی کی گئی۔

۸۔ کانفرنس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غلام حسن حسنو نے مختلف اہل علم سے عربی وفارسی سے اردو و انگریزی میں ترجمہ کرنے، پروف ریڈنگ اور دیگر فنی کاموں میں مدد کی درخواست کی جس کا حوصلہ افزا جواب ملا کئی پروفیسرز اور ڈاکٹرز نے مدد کی حامی بھری۔

رپورٹ غلام علی راجو

تنظیم ٹیچرز ایسوسی ایشن گلگت بلتستان

جب ۲۰۱۲ میں حکومتی سطح پر محکمہ تعلیم نے تنظیم اساتذہ کی از سر نو تشکیل کا باقاعدہ اجازت نامہ اور حکم نامہ جاری کیا تو پورے گلگت بلتستان کے اساتذہ کے اندر ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ایک مہینے کے اندر اندر پورے گلگت بلتستان کے تمام اضلاع میں اساتذہ نے کہیں الیکشن اور کہیں سلیکشن کی بنیاد پر تنظیم وجود میں لائی۔ ہر اضلاع میں تنظیم کی تشکیل کے بعد تمام اضلاع کے صدور نے ایک مرکزی اور صوبائی تنظیم بھی فوری تشکیل دے دی۔ اساتذہ حکومت کی جانب سے اجازت نامہ کی شدت سے منتظر تھے۔ یک دم متحرک ہوکر اساتذہ کے مسائل کے حل اور حقوق کے حصول کے لئے میدان میں کود پڑے۔ باقی اضلاع کی طرح ضلع گنگ چھے میں بھی اساتذہ نے سلیکشن کی بنیاد پر علی شاہین کو صدر منتخب کیا۔

اساتذہ نے اپنے حقوق کے حصول کے لئے پر امن احتجاج کئے۔ سب سے پہلے کامیاب احتجاج علاقہ چھوربٹ ہائی سکول سکمہ سے شروع ہوا۔ جس کی قیادت علی شاہین نے کی، دوسرا بڑا احتجاج یادگار شہداء سکردو میں ہوا جس کی قیادت قمر علی صدر سکردو نے کی۔ تیسرا تاریخ ساز پر امن احتجاج گلگت میں ہونا قرار پایا تھا طے شدہ تاریخ کے مطابق استور اور غذر کے اساتذہ جمع ہو چکے تھے اور گلگت روانگی سے قبل حکومت نے اساتذہ کے مطالبات منظور کر لئے۔ ضلع گنگ چھے میں دوبارہ الیکشن اور سلیکشن کا سلسلہ شروع ہوا تو آٹھ امیدوار میدان میں کود پڑے۔ الیکشن کے لیے بالاتفاق پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی اور اس کمیٹی نے آٹھ امیدواروں کے درمیان الیکشن کرانے کی بجائے قرعہ اندازی پر اتفاق کیا۔ تو اتفاقاً علی شاہین کے ماضی کی خدمات کے طفیل دوبارہ ان کا نام صفحہ قرطاس پر نمودار ہوا۔ اگر گنگ چھے کے اساتذہ دل کھول کر ان کے ساتھ قولی، فعلی، مالی اور عملی اعانت کریں تو گنگ چھے کے اساتذہ کے دیگر دیرینہ مسائل کا حل یقینی ہے۔

رپورٹ: مولوی محمد شفیع مطہری، سینئر نائب صدر ضلع گنگ چھے

زین الحسنین حسن کا اعزاز

بانی نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کے فرزند انجینئر زین الحسنین حسن آرتھنگٹن کرکٹ کلب انگلینڈ کی طرف سے کھیلتے ہوئے سال ۲۰۱۵ء کے سب سے زیادہ رنز سکور کرنے والے بیٹسمین رہے۔ اس کامیابی پر انہیں سال کے بہترین بیٹسمین Best batsman of the year کا انعام دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی بہترین مجموعی کھیل پیش کرنے پر انہیں 'پلیئر آف دی ایئر' Player of the year کے اعزاز سے بھی نوازا گیا ہے۔ یہ اعزازات جو ٹرافیوں کی شکل میں ہیں، گزشتہ ماہ انگلینڈ سے پاکستان پہنچی ہیں۔

رپورٹ: زین الحسنین

باڈوا ہیلتھ اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا اجلاس

غریب، یتیم، مسکین اور بے سہارا بچوں کی کفالت کا واحد ادارہ باڈوا ہیلتھ اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ایک اہم اجلاس ناظم العمور محمد جان صاحب کے زیر نگرانی منعقد ہوا۔ جس میں ادارہ ہذا میں موجود تمام طلباء نے شرکت کی۔ ہاسٹل کے نظام کو مزید مضبوط اور مستحکم کے لیے کمیٹی بنائی گئی۔ کمیٹی کے ارکان نے عزم کیا کہ انشاء اللہ ادارہ ہذا میں جب تک ہوں گے ناظم العمور محمد جان صاحب اور وارڈن جناب بوا ابراہیم تبسم صاحب کے ساتھ تعاون اور کوشش جاری رکھیں گے۔

رپورٹ: بزم طلباء ہمدرد اکیڈمی

ہمدرد پبلک سکول باڈوا آستانہ کے سالانہ نتائج کا اعلان

ہمدرد پبلک سکول بادوا آستانہ کے سالانہ نتائج کا اعلان کر دیا گیا۔ پرنسپل انصار حسین انصاری نے رزلٹ کا اعلان کیا اور پوزیشن ہولڈرز کے لیے انعامات سے نوازا گیا۔ کلاس چہارم سے اکبر علی، فدا علی، محمود حسین' کلاس سوئم سے شرافت علی، ناصر علی، فرمان علی' کلاس دوئم سے فدا علی، عمران علی، علی محمد' اور کلاس اوّل سے احسان علی، شایت علی اور غلام علی نے بالترتیب فرسٹ، سیکنڈ اور تھرڈ پوزیشن حاصل کی۔

رپورٹر: بزم طلباء ہمدرد اکیڈمی

تقریب حلف برداری

شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی میں NYF ڈویژن کی نئی کابینہ 2016-2018 کی تقریب حلف برداری منعقد ہوئی جس میں راولپنڈی اسلام آباد اور پنجاب بھر سے کثیر تعداد میں NYF کے کارکنوں نے شرکت کی۔ تقریب میں مقررین نے پنجاب ڈویژن کے سابق صدر غلام علی راجو اور اُن کی کابینہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ نومنتخب کابینہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پنجاب ڈویژن کے نام درج ذیل ہیں۔

صدر: بشارت مہدی ایڈووکیٹ، جنرل سیکرٹری: ضامن علی ایڈووکیٹ، ڈپٹی جی ایس: محمد ابراہیم، فنانس سیکرٹری: اعظم علی، ڈپٹی فنانس سیکرٹری: اختر حسین معاذ، سیکرٹری اطلاعات ونشریات: عرفان مہدی، ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات ونشریات: منور حسین، ایجوکیشن سیکرٹری: دانیال نوری، ڈپٹی ایجوکیشن سیکرٹری: دلاور علی، آفس سیکرٹری: روزی علی ڈپٹی آفس سیکرٹری: محمد اسماعیل۔　رپورٹر: عرفان مہدی

عید میلاد النبیؐ

NYF وومن ونگ کراچی یونٹ کے زیر اہتمام عید میلاد النبیؐ انتہائی عقیدت اور احترام کے ساتھ منائی گئی۔ کثیر تعداد میں خواتین نے شرکت کی۔ نعت خوانوں نے رسول پاکؐ کی شان میں گلدستہ عقیدت پیش کی اور قصیدہ خوانی اور ترانہ نوربخشی سے بھی محفل کو رونق دی۔ مقررین نے حضرت محمدؐ کی اسوہ حسنہ، سیرت، افعال اور اقوال پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ صدر وومن ونگ نے اپنی خطاب میں محفل میلاد کی منتظمین اور شرکت کرنے پر تمام خواتین کا شکریہ ادا کیا۔

رپورٹر: پریس سیکرٹری

☆ NYF وومن ونگ علی پور اسلام آباد کے زیر اہتمام عید حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام انتہائی عقیدت واحترام سے منائی گئی۔ خواتین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ عید کی تقریب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ عید کی یہ پروقار تقریب نعتیہ مقابلہ کی صورت میں منائی گئی۔ بہترین نعت خوانوں میں علینہ بتول، نرگس اینڈ سسٹر اور حبیبہ امین نے بالترتیب پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔　رپورٹر: پریس سیکرٹری

NYF سندھ ڈویژن کا خصوصی دورہ

NYF سندھ ڈویژن نئی کابینہ نے صدر نجم الدین انسوتی صاحب کی قیادت میں کراچی کے تمام ہاسٹلز کا خصوصی دورہ کیا۔ دورے کا مقصد کراچی میں مقیم طالب علموں کو مذہب حقہ کی تعلیمات سے آگاہی کے ساتھ ساتھ این وائی ایف کے اغراض و مقاصد کے بارے میں شعور وآگہی فراہم کرنا تھا۔ اس موقع پر کابینہ کے ممبران نے اس بات کا عزم کیا کہ مذہب حقہ کی تعمیر وترقی نشر واشاعت اور طالب علموں کے مسائل حل کرنے کے لئے ہر ممکن اقدام اٹھائیں گے۔ اس دورہ کے دوران طالب علموں کے لیے مفید مشورے اور دینی معلومات فراہم کی۔　رپورٹر: ناصر علی پریس سیکرٹری

کونسل آف گائیڈنس کا قیام

این وائی ایف سندھ ڈویژن نے کونسل آف گائیڈنس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ کونسل کا مقصد نوجوانوں میں ہم آہنگی، طالب علموں کی رہنمائی، NYF پاکستان کی بہتری، مسلک حقہ کی ترقی سمیت اور بہت سے اغراض و مقاصد شامل ہیں۔ کونسل کے ممبران ہمہ وقت طالب علموں کی سرگرمیوں، مسلک حقہ کے عروج و زوال، NYF کی کارکردگی سمیت ہر طرح کے حالات و واقعات سے واقف اور باخبر رہیں گے اور اپنی مفید مشوروں اور خیالات سے آگاہ کریں گے۔

رپورٹر: پریس سیکرٹری

افتتاحی تقریب علامہ محمد بشیر میموریل لائبریری

NYF کراچی کے زیر اہتمام شاہ سید ہاسٹل کراچی میں حضرت علامہ محمد بشیرؒ (مرحوم) کی دینی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کے نام ایک لائبریری **"علامہ محمد بشیر میموریل لائبریری"** کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کی افتتاح ۲۱ فروری ۲۰۱۶ء کو مولانا محمد عابدین فیضی نے دعائیہ کلمات کے ساتھ کیا۔ لائبریری میں مسلک حقہ کی تمام کتابیں، بزرگان دین کی کتابیں، قرآن، ترجمہ، تفسیر، احادیث پرمبنی کتابیں کے علاوہ درسی کتب، اخبارات، رسائل اور دیگر معلوماتی پمفلٹ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ڈیجیٹل لائبریری کی سہولت بھی موجود ہے۔

رپورٹ: انچارج AMBML

اظہار تہنیت

☆ شکور علی ایم۔ایس۔سی (Zoology) لیکچرار پبلک سکول اینڈ کالج سکردو نے "Yak The Cryophilic Species of BALTISTAN" کے نام سے جو کتاب تصنیف کی ہے وہ قابل صد ستائش ہے۔ مصنف نے کتاب لکھنے میں بڑی عرق ریزی، محنت، شوق اور انتہائی تحقیق کے ساتھ تیرہ سال کے بعد پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ شاید گلگت بلتستان کے طول و عرض میں "YAK" پر پہلی مرتبہ انگریزی میں کتاب شائع کی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے یاک پالنے والے قدیم ماہرین کے انٹرویو اور میڈیکل کی روشنی میں "یاک" کی اہمیت، ضرورت، افادیت نسلی اقسام اور اس کے بے شمار فوائد کو بڑی تفصیلی انداز میں واضح کیا ہے۔ بالخصوص "یاک" کے گوشت "یاک مو اور گرمو" کے دودھ، لسی اور مکھن کو انسانی صحت کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے۔

پروفیسر شکور علی کو کتاب لکھنے پر سینئر نائب صدر مولوی محمد شفیع مطہری ٹیچر ایسوسی ایشن گنگ چھے کی جانب سے اظہار تہنیت اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ رپورٹ: مولوی محمد شفیع مطہری

☆ پرتوک ویلفیئر ارگنائزیشن کی جانب سے جناب انجینئر مہدی صاحب کو چائنا یونیورسٹی سے PhD کی ڈگری ملنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اس موقع پر ایک ٹی پارٹی کے ساتھ انہیں مبارک باد دی اور سے بہت سی امیدیں وابستہ کیں۔ یقیناً ان کی کارکردگی ضلع گنگ چھے کے لیے بلکہ GB کے لیے بھی غیر معمولی اعزاز ہے۔ اس موقع پر حافظ غلام حسین، ایڈوکیٹ غلام حسن، DSP صاحب، غلام حسین قادری صاحب، آغا رسول صاحب، نمبر دار روزی علی صاحب، اشرف حسین صاحب، ماسٹر عارف حسین صاحب اور دیگر لوگوں نے شرکت کی۔ رپورٹر: محمد بشیر لاہوتی

شاہ سید محمد نوربخشؒ تعزیتی کانفرنس

گزشتہ دنوں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں ایک عظیم الشان تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ تعزیتی اجلاس کا آغاز دانیال نوری نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اس کے بعد اسحاق شگری، برہان نوری اور مظاہر کریمی نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی۔ مولانا محمد انور، غلام رسول کریمی، مولانا حسن نوری بت شکن اور مولانا محسن علی ساقی نے خطاب کی۔ مولانا محسن علی نے اپنی خطاب میں امن عالم کے لئے الفقہ الاحوط کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے حالیہ دنوں لاہور میں ہونے والے شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس کی جھلکیاں سنا کر سامعین کو نوربخشی ابھرتی ہوئی شہرت کے بارے میں آگاہی دی۔ ساتھ ہی شاہ سیدؒ کی زندگی پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ مولانا صلاح الدین نے اختتامی دعا اور درود و شریف کی گونج کے ساتھ تعزیتی اجلاس کو اختتامی شکل دی۔

رپورٹ: پریس سیکرٹری NYF اسلام آباد

دردمندانہ اپیل

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دارالعلوم صوفیہ نوربخشیہ ستروپی مکتب اہل تصوف کے قدیم ترین اداروں میں شامل ہے۔ اس کی ابتدا ۱۹۷۴ سے ہوئی۔ اس ادارے کے اولین مدرسین میں نوربخشی دنیا کے بڑے بڑے علمائے کرام شامل ہیں جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

1۔ مولانا مفتی عبداللہ صاحب (مرحوم)، 2۔ مولانا محمد علی غربوچنگ صاحب (مرحوم) اور 3۔ محترم علامہ محمد بشیر صاحب (مرحوم)

یہ ادارہ مزید آگے نہ چل سکا تو مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو کا قیام 1995 میں عمل میں آیا۔ جو کہ اپنی مثال آپ ایک عظیم دینی درسگاہ ہے۔ اس وقت مدرسہ شاہ ہمدان سے فاضل طلباء نے دارالعلوم صوفیہ نوربخشیہ ستروپی کو ایک منظم اور جدید نظام کے تحت اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ مروجہ تعلیم دلانے کا عزم صمیم باندھا ہوا ہے۔ مارچ 2015

سے باقاعدہ کلاسس اور درجہ بندی شروع کیا ہے۔ اس وقت اٹھارہ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ اس وقت پانچ اساتذہ کرام اپنی علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ایک تنخواہ دار باورچی بھی شامل ہے۔ ان سب کا ماہانہ خرچہ کم از کم -/12,50,000 سے -/13,00,000 تک ہے۔ تمام مخیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس عظیم دینی درسگاہ کے لیے دل کھول کر تعاون کریں۔ شکریہ! آپ کے تعاون کا طلبگار:

مہتمم دارالعلوم صوفیہ نوربخشیہ سترونپی خپلو

اعتکاف نشینی

☆ الحمد اللہ حسب سابق امسال اس سال بھی کراچی میں اعتکاف کی پرنور روحانی محافل کا سلسلہ شاندار طریقے سے جاری رہا۔ استاد محترم جناب مولانا رستم علی انجم صاحب کے زیر نگرانی یہ مبارک محفل بالترتیب عوامی کالونی کورنگی، منگھوپیر، کورنگی گلگت کالونی، اور کرامتک میں منعقد ہوئی۔ ہر محفل میں اہل ریاضت ومجاہدہ کے دلداروں نے کثیر تعداد میں شرکت فرما کر تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب سے اپنی ایمان وعقیدت کو سنوارنے کی بھرپور کوشش کی۔ اعتکاف کا یہ سلسلہ انشاءاللہ ہر سال اسی طرح جاری وساری رہے گا۔

رپورٹر: پریس سیکرٹری

☆ جمعہ مسجد صوفیہ نوربخشیہ برچھن خپلو میں سہ روزہ محفل اعتکاف نشینی بوا رستم علی انجم کی زیر نگرانی منعقد ہوئی۔ جمعہ مسجد کی بنیاد امیر کبیر سید علی ہمدانی نے رکھی تھی اور جمعہ پڑھتے ہوئے اس مسجد کی تعمیر ہوئی تھی۔ اسی کی نسبت آج بھی اس تاریخی مسجد کو جمعہ مسجد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ محفل کی اختتامی تقریب میں الحاج فقیر محمد ابراہیم، حاجی ثناءاللہ سرینگی، اخوند محمد رضا، مولانا اسحاق، مولانا عیسیٰ، مولانا عارف اور دیگر مقامی افراد نے شرکت کی۔ رپورٹر: یعقوب برچھن

☆ خانقاہ معلیٰ جامع مسجد پرتوک میں اعتکاف نشینی منعقد ہوئی۔ اختتامی جلسہ میں معتکفین کے لیے مبارک باد دی۔ مقررین نے جلسہ سے خطاب کیا اور اعتکاف کی اہمیت اور افادیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ نعت خوانوں نے نعت رسول مقبول اور قصیدہ خوانی سے جلسہ میں اور رونق بخشی۔ رپورٹر: محمد بشیر لاہوتی

افتتاحی تقریب

خانقاہ معلیٰ امیر کبیر سید علی ہمدانی کندوس کی افتتاحی تقریب کے سلسلے میں نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۱۴۴ میں خبر چھپی تھی مگر غلطی سے کچھ لوگوں کے نام شامل نہیں تھا جنہوں نے مسجد کی بنیاد سے لے کر افتتاح تک بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ کندوس تھنگ اور کرمنڈنگ میں مسجد اور مدرسہ بنانے کے لیے جناب قبلہ سید شہاب الدین صاحب تھگسوی، قبلہ سید ناصر حسین صاحب اور صوبیدار قاسم صاحب نے نوربخشی برادری کو جگانے اور مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا۔ قبلہ شہاب الدین صاحب اور قبلہ سید ناصر حسین صاحب نے نہ صرف چندہ جمع کیے بلکہ علاقہ کندوس کے عوام کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں سے بھی نوربخشی برادری کو آگاہ کیا۔ لہذا ہم اہلیان نوربخشیہ تھنگ اور کرمنڈنگ تمام سادات، علماء اور دیگر عوام الناس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہمیں بیدار کر کے اپنی الگ تشخص قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

رپورٹر: الحاج اخوند غلام حسین

تعزیتی اجلاس

NYF کورو کا تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں حاجی یوسف کوروفرول اور حاجی یوسف کوروکنگرداس کی وفات پر اظہار تعزیت کی۔ مرحومین کی ایصال وثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ رپورٹر: شیخ نثار علی کوروی

خراج تحسین

شاہ سید ہاسٹل سکردو کی طالبہ جمیلہ دختر ابراہیم سرموی نے سیکنڈ ایئر کے سالانہ امتحان میں 81% نمبر لے کر دوسری پوزیشن حاصل کی۔ گورنمنٹ کی طرف سے خصوصی سکالرشپ بھی ملی۔ عوام الناس نے انہیں مبارک بادی اور ہار پہنائی۔ میری طرف سے بھی انہیں بہترین کارکردگی پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

رپورٹر: شیخ نثار علی کوروی

باقی صفحہ نمبر 35 پر

☆☆☆☆☆

سید محمد نوربخشؒ

شکور علی انور

کس قدر اعلیٰ و ارفع، کتنا اونچا ہے مقام　　آسمانِ معرفت کا ہے وہی ماہِ تمام

کس قدر شیریں ہے قول اور کس قدر روشن عمل　　جاں فزا ہے اہلِ عالم کے لیے ان کا پیام

دین و ملت میں سرایت کر گئی تھیں بدعتیں　　بدعتوں کا خاتمہ فرما رہے تھے گام گام

کون ہمسر ہے طریقت، معرفت میں آپ کا　　ہیں شناور قلزمِ حق کے شہِ والا مقام

دین و ملت میں تھا ہر سو افتراق و انتشار　　اتحادِ مسلمیں کا بن کے وہ آئے امام

ان کا چہرہ عشق کے عالم کی خاطر جامِ جم　　رہنمائے کاروان امت خیر الانام

عشق والوں کی جبینِ ناز کا دلکش نشاں　　صوفیانِ خوش ادا کا مرشدِ اعلیٰ مقام

درِّ دریائے حقیقت، حاملِ رازِ خدا　　وہ مجدد، مجتہد، عارف، مفکر اور امام

جاں فزا ہے کس قدر تیرا لقب، اے نوربخش!　　آپ کی ہر ہر صد درود و صد سلام

نوٹ: نمائندوں اور قارئین سے شمارہ نمبر 124 سے موصول شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	علاقہ	تعداد	فروخت	رقم	وصول شدہ رقم	بقایا رقم	نام نمائندہ	کیفیت
1	کراچی	140	135	5200/-	5,400/-	0	غلام نبی بٹ	
2	لاہور	40	40	1600/-	----------	1600/-	محمد اقبال	
3	اسلام آباد	140	120	4800/-	4800/-	0	زمرد حسین	
4	گلگت	60	60	2,400/-	2,400/-	0	شاہ نواز لقدرم	
5	سکردو	330	330	13200/-	13200/-	0	شبیر حسین	
6	خپلو	250	250	10,000/-	---------	10,000/-	بشارت آخونی	
7	کھرکوہ	20	20	800/-	---------	800	اقبال نمبردار	
8	انڈیا	50	----------	---------	---------	--------	حبیب اللہ کھربو	(اعزازیہ)
9	علی پور اسلام آباد	30	25	1000/-	1000/-	0	مظفر علی اخوند	
10	مشہ بروم	160	160	6300/-	6300	0	ریاض مہدی	
11	پشاور	13	13	650/-	650/-	0	غلام حیدر	
12	براہ	50	50	2500/-	2500/-	0	ہدایت براہوی	
13	کورو، غواڑی	60	42	1680/-	1680/-	0	غلام عباس	
14	ڈغونی	20	15	600/-	600/-	0	عباس عاصی	
15	سعودیہ عربیہ	50	-----------	-----------	------------	---------	محمد نسیم	(اعزازیہ)
16	بلتار	50	34	1350/-	1350/-	0	سید ریاض	
17	شیلا	10	--------					(اعزازیہ)
18	کل میزان	1400		52,280/-	39,980/-	12,400/-		

بقایا جات شمارہ نمبر 122 اور 123 کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

شمارہ نمبر	علاقہ	تعداد	فروخت	رقم	وصول شدہ رقم	بقایا رقم	نام نمائندہ	کیفیت
123	خپلو	350	350	14000/-	5300/-	8700/-	اصغر علی	
123	علی پور	30	23	920	0	920	ظفر علی	
123	کشمیر	10	10	400	0	400	سلیمان	
122	لاہور	60	60	2400	0	2400	علی راجو	
122	گنگ چھے	600	600	24000	20000	4000	الیاس بٹ	

نوٹ: تمام نمائندوں سے گزارش ہے کہ نوائے صوفیہ کی بروقت اشاعت کے لیے واجب الادا رقم جلد از جلد ارسال کریں۔ شکریہ (ادارہ)